عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۵ | ۱۷ تا ۲۵/ ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/ جنوری ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۴

قیمت: ۷ روپے

ایمان
جان سے زیادہ عزیز چیز

اسلام کا امن آفریں پیغام

عالم اسلام پر میڈیا کی یلغار

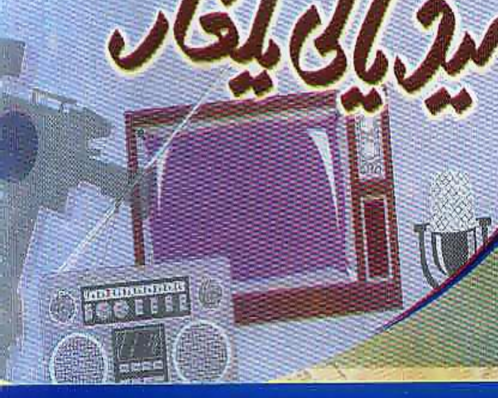

ملفوظات حکیم الامتؒ

خطرے کا زمانہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات کرنا:

س:...... اگر باوجود استطاعت کے قربانی نہ کی تو کیا کفارہ دے؟

ج:...... اگر قربانی کے دن گزر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کر سکا تو قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے، لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا، بلکہ ہمیشہ گناہگار رہے گا کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔ جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا، ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر اجماع صحابہؓ اس پر شاہد ہیں۔

قادیانی کی دعوت کھانا جائز نہیں:

س:...... قادیانیوں کی دعوت کھالینے سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ نیز ایسے انسان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ج:...... اگر کوئی قادیانی کو کافر سمجھ کر اس کی دعوت کھاتا ہے تو گناہ بھی ہے اور بے غیرتی بھی، مگر کفر نہیں، جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی رکھے، اس کو سوچنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا؟

قادیانیوں کی تقریب میں شریک ہونا:

س:...... اگر پڑوس میں زیادہ اہلسنت والجماعت رہتے ہوں، چند گھر قادیانی کے ہوں، ان لوگوں سے بوجہ پڑوسی ہونے کے شادی بیاہ میں کھانا پینا، ویسے راہ ورسم رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... قادیانیوں کا حکم مرتدین کا ہے، ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا یا ان کی تقریب میں شریک ہونا جائز نہیں، قیامت کے دن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔

قادیانیوں سے میل جول رکھنا:

س:...... میرا ایک سگا بھائی جو میرے ایک اور سگے بھائی کے ساتھ مجھ سے الگ اپنے آبائی مکان میں رہتا ہے، محلہ کے ایک قادیانی کے گھر والوں کی شادی غمی میں شریک ہوتا ہے۔ میرے منع کرنے کے باوجود وہ اس قادیانی خاندان سے تعلق چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا، میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اور کرائے کے مکان میں الگ رہتا ہوں۔ والد صاحب انتقال کر چکے ہیں۔ والدہ اور بہنیں میرے اس بھائی کے ساتھ رہتی ہیں۔ اب میرے سب سے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے۔ میرا اصرار ہے کہ وہ شادی میں اس قادیانی گھرانہ کو مدعو نہ کریں، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ مجھے شریعت اور اسلامی احکامات کی رو سے بھائیوں اور والدہ کو چھوڑنا ہوگا یا میں شادی میں شرکت کروں تو بہتر ہوگا؟ اس صورت حال میں جو بات صائب ہو، اس سے براہ کرم شریعت کا منشاء واضح کریں؟

ج:...... قادیانی مرتد اور زندیق ہیں اور ان کو اپنی تقریبات میں شریک کرنا دینی غیرت کے خلاف ہے۔ اگر آپ کے بھائی صاحبان اس قادیانی کو مدعو کریں تو آپ اس تقریب میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ ورنہ آپ بھی قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد: ۲۵ شمارہ: ۴ ۱۷ تا ۲۵/ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/جنوری ۲۰۰۶ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت مفتی محمد جمیل خانؒ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر ثانی: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا بشیر احمد
- علامہ احمد میاں حمادی
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- مولانا قاضی احسان احمد

[illegible] منیجر: محمد انور رانا

[illegible] مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میئو ایڈووکیٹ

[illegible] وڈیزائن: محمد ارشد خرم

[illegible]: محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

نصاب تعلیم پر قادیانی اثرات	(اداریہ)	4
اسلام کا امن آفریں پیغام	(مولانا مصلح الدین قاسمی)	6
ایمان! جان سے زیادہ عزیز چیز	(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	9
ملفوظات حکیم الامتؒ	(مفتی عبدالستار مدظلہ)	11
خطرے کا زمانہ	(مفتی محمد سلمان منصور پوری)	13
امام ابوحنیفہؒ کی ذہانت	(مفتی محمد انور اوکاڑوی)	17
حضرت حسن بصریؒ کا خوف خدا	(مولانا خدا بخش)	20
عالم اسلام پر میڈیا کی یلغار	(مولانا عمران اللہ قاسمی)	22
عالمی خبروں پر ایک نظر		26

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری
طابع: سید شاہد حسین
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نصاب تعلیم پر قادیانی اثرات

قادیانیوں نے موجودہ عالمی صورتحال میں اسلام دشمن قوتوں کا ساتھ دینے کی اپنی روش پر عملدرآمد جاری رکھا ہے' اور کیوں نہ ہو؟ آخر وہ ایک اسلام دشمن قوت کا خود ساختہ پودا جو ٹھہرے' وہ اس ملک کی پیداوار ہیں جسے کبھی یہ گھمنڈ تھا کہ اس کے زیر تسلط علاقوں میں کبھی سورج غروب نہیں ہوتا' اور اب الحمدللہ! صورتحال یہ ہے کہ اس کے زیر تسلط علاقے میں کبھی سورج طلوع نہیں ہوتا' اور اگر خدانخواستہ کبھی طلوع ہو جائے تو وہ دن ان کے لئے ''عید'' کے دن سے کم نہیں ہوتا۔ بہرحال ذکر ہو رہا تھا قادیانیوں کا۔ قادیانیوں کی یہ عادت رہی ہے کہ جب بھی عالم اسلام کو مشکلات درپیش آئیں تو وہ خوشیاں مناتے ہیں اور اپنے سفید آقاؤں کے ہر اسلام دشمن اقدام پر خوب واہ واہ کرتے ہیں۔ قادیانیت درحقیقت نام ہی سفید طاغوت کی اسلام دشمنی کا ساتھ دینے کا ہے۔

موجودہ دور میں جب دہشت گردی کی آڑ میں اسلام اور مسلمانوں کو ہر انداز سے کچلنے کی کوشش کی جارہی ہے اور اس ظلم کے نتیجے میں ضائع ہونے والی مسلم جانوں کی اصل تعداد کو چھپانے اور اس ظلم پر پردہ ڈالنے اور اسے ہر طرح سے جائز قرار دینے کی جس طرح کوششیں کی جارہی ہیں' وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ دنیا کے ہر مکتبہ فکر نے جس میں غیر مسلم بھی شامل ہیں' اس کی ہر طرح سے مذمت کی' حتیٰ کہ خود ان ممالک میں' جو اس ظلم کے اصل ذمہ دار اور دہشت گردی کے اصل خالق ہیں' ان ممالک کی غیر مسلم عوام نے بھی مسلمانوں پر اس ظلم کے خلاف شدید احتجاج کیا' لیکن قادیانی جماعت کے کسی رہنما تو دور کی بات' کسی ادنیٰ قادیانی نے بھی کبھی مسلمانوں کے خلاف ان اسلام دشمن اقدامات کی جھوٹے منہ بھی مذمت نہیں کی۔ ظاہر ہے کہ وہ ایسا کرتے بھی کیوں؟ کیونکہ ان کے نزدیک تو مسلمان ''کافر'' اور اسلام ''شیطانی مذہب'' ہے (نعوذ باللہ)' وہ تو مسلمانوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے' بلکہ مسلمان مردوں کو ''بیابانوں کے سور'' اور مسلم خواتین کو ''کتیوں'' سے بھی بدتر تصور کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں یہودیوں اور ہندوؤں کی تو پھر بھی کوئی عزت ہوگی' مگر وہ مسلمانوں کو ان یہودیوں اور ہندوؤں کے برابر مقام دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ عیسائیوں بالخصوص سفید چمڑی والوں کی تو بات ہی چھوڑیں' وہ تو قادیانیوں کے مائی باپ ہیں' قادیانیوں نے مسلمانوں کو کبھی چوڑھوں کے برابر بھی نہیں سمجھا ہے۔ انسانیت کی مالا جپنے والے قادیانی درحقیقت انسانیت سے عاری ہیں۔

ایک طرف قادیانیوں کا مسلمانوں کے خلاف یہ رویہ ہے' اور دوسری طرف نام کے مسلمان' جو اپنے آپ کو لبرل' آزاد خیال اور نہ معلوم کیا کیا قرار دیتے ہیں' ان کا رویہ دیکھیں۔ مسلمانوں جیسے نام رکھنے والے ان افراد نے پاکستان میں قادیانیوں کو ایسی کھلی چھوٹ دینے کی روش اپنائی ہے کہ خود قادیانیوں کو بھی اس پر حیرت ہوتی ہوگی۔ یہ نام کے مسلمان حکومت میں شامل ہیں' بیوروکریسی کے اہم ستون ہیں' سی بی آر' فوج' پولیس' خزانہ' دفاع سمیت تمام اہم سرکاری محکموں کے کرتا دھرتا ہیں۔ یہ ہر اس چیز سے بچتے ہیں جس کا اسلام ان سے مطالبہ کرتا ہے اور ہر وہ کام کرتے ہیں جو قادیانیوں اور دیگر اسلام دشمن قوتوں کے مفاد میں جاتا ہے۔ انہوں نے قادیانیوں کو اپنی ارتدادی تبلیغ کرنے کی غیر سرکاری اجازت دی ہوئی ہے' جس کی وجہ سے قادیانیوں کو کھلم کھلا اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ کی جرأت ہوئی جبکہ انہوں نے مسلمان مبلغین کو مختلف حیلے بہانے سے تنگ کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ انہوں نے قادیانیوں کی جانب سے قادیانی عبادت گاہوں کی مسلمانوں کی مساجد کی شکل میں تعمیر اور ان قادیانی عبادت گاہوں کے نام مسلمانوں کی مساجد کی طرز پر رکھنے کا کوئی نوٹس نہیں لیا' جس کی وجہ سے قادیانیوں کو مزید اسلام دشمن اقدامات اٹھانے کی شہ ملی۔

ان نام کے مسلمانوں نے اگلا حربہ یہ آزمایا کہ کسی طرح اسلامی تعلیمات کو مسلمانوں کے دماغ سے بھلا دیا جائے اور نئی نسل کو ان تعلیمات سے یکسر محروم

کردیا جائے جس کا لازمی نتیجہ ان کے خیال میں نئی نسل کے قادیانیوں کا شکار بننے کی صورت میں نکلے گا۔ چنانچہ اس کے لئے عملی اقدامات اٹھائے گئے۔ اسلام آباد میں قائم ایس ڈی پی آئی نامی ادارے کے نام نہاد محققین نے نصاب تعلیم پر ''ریسرچ'' شروع کی اور اپنی رپورٹ میں اس کے مختلف حصوں کو حذف کرنے کا مشورہ دیا۔ ''محققین'' کی اس ٹیم کے کتنے ممبر قادیانی تھے؟ اس کی کوئی تفصیلات تاحال معلوم نہیں ہوسکی ہیں۔ تاہم یہ بات یقینی ہے کہ اسلام دشمنی کے اتنے بڑے اقدام کے پیچھے قادیانیوں کا کوئی نہ کوئی ہاتھ ضرور ہے۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ نصاب سے نماز کا طریقہ نکالنے کا اعلان ہوا جبکہ اس سے قبل بعض اخباری اطلاعات کے مطابق بعض کتب میں عقیدۂ ختم نبوت کے باب میں تبدیلی کرکے ختم نبوت کے عقیدہ کے بارے میں دوٹوک الفاظ کو قصداً مبہم بنانے کی کوشش کی گئی تھی' جسے مستقبل میں کسی بھی وقت تبدیل کرکے مرزا قادیانی کی نبوت کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کی جاسکتی تھی۔ ان سازشوں کے پیچھے جو ادارے کام کررہے ہیں' ان میں سے ایک ایس ڈی پی آئی ہے' ماضی میں یہ ادارہ معاصر انگریزی روزنامے ''ڈان'' کی مختلف اشاعتوں میں یہ اشتہارات شائع کرواتا تھا کہ ''پاکستان میں احمدیوں اور عیسائیوں کا قتل عام روزمرہ کا معمول ہے'' اور اس کے نیچے مختلف مشہور زمانہ سیاسی وسماجی شخصیات کی جانب سے اس ''قتل عام'' کی مذمت ہوتی تھی۔ ایس ڈی پی آئی اپنے اسلام دشمن اقدامات اور قادیانیت نوازی کی اپنے سفید آقاؤں اور ان کی قادیانی ذرّیت سے کیا قیمت وصول کرتا ہے؟ یہ ہنوز ایک راز ہے' لیکن جس قسم کے اسلام دشمن اقدامات اس ادارے کی جانب سے ''ریسرچ'' کے نام پر تجویز کئے جارہے ہیں اور حکومت جس طرح تابعداری کے ساتھ ان اقدامات کو عملی جامہ پہنارہی ہے' وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یقینی طور پر ان دونوں نے اس کی کوئی بہت بھاری قیمت وصول کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت کے زیرانتظام کام کرنے والے محکمہ تعلیم کے کارپرداز کسی طور پر نصاب تعلیم میں تبدیلی کو اپنی غلطی ماننے کے لئے اب بھی تیار نہیں' بلکہ ان تبدیلیوں بلکہ تحریف کو جائز اور درست ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے ہیں۔ شائد انہی تبدیلیوں کی وجہ سے بعض پاکستانی وزیرتعلیم کو امریکی رہنماؤں کی جانب سے ''ونڈرفل وومن منسٹر'' قرار دیا جاتا رہا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ نصاب تعلیم میں تبدیلیوں کا یہی وہ ٹاسک تھا جس کی انجام دہی کے لئے کبھی بلوچستان کے ایک پسماندہ علاقے کی ایک معمولی اسکول ٹیچر کو ''وفاقی وزیرتعلیم'' جیسے اعلیٰ عہدے پر فائز کیا جاتا ہے اور کبھی بھارت میں پاکستان کے سابق سفیر کو اس منصب جلیلہ کا اہل سمجھا جاتا ہے' اور پھر ان کے ذریعہ ایس ڈی پی آئی جیسے اداروں کی بے سروپا' جاہلانہ اور مکمل طور پر اسلام دشمن تجاویز کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ سیاسی ومذہبی حلقوں کی جانب سے نصاب تعلیم میں تبدیلی کے خلاف شدت سے آواز اٹھائی جاتی رہی ہے' جس پر حکومت نے ان میں سے بعض تبدیلیوں سے پہلوتہی اختیار کی لیکن تاحال اس قسم کی تبدیلیوں میں ملوث افراد کو کیفرکردار تک پہنچانے کے لئے کوئی موثر تحریک نہیں چلائی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی نصاب سے نماز کا طریقہ نکالا جاتا ہے اور کبھی کوئی عقیدۂ ختم نبوت کو مبہم بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس موقع پر ہم سیاسی ومذہبی حلقوں کو متوجہ کرتے ہیں کہ وہ نصاب میں تبدیلیوں کے خلاف موثر آواز اٹھائیں۔ اس موقع پر ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ نصاب تعلیم کو قادیانیوں کے اثرات سے پاک کرے اور اسلامی فرائض وواجبات کے خلاف لب کشائی یا نصاب میں اسے تبدیل کرنے سے گریز کرے۔ اگر حکومت نے ایس ڈی پی آئی جیسے اداروں کو بند نہ کیا تو مسلمان خود ان اداروں کو بزور قوت بند کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ایسے ادارے ملکی سالمیت کے لئے شدید خطرہ ہیں۔ انہیں فوری پور پر بند کرنا ملکی مفاد میں ہے اور اشد ضروری ہے۔

جناب صدر! اس ملک کو قادیانیوں کے اثرات سے پاک کیجئے۔ یہ ملک قادیانیوں نے نہیں بنایا بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے بنایا ہے۔ یہاں مرزا قادیانی کی جعلی نبوت نہیں چلے گی' بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر نبوت ورسالت چلے گی۔ اگر آپ نے قادیانیوں کو لگام نہ دی اور ان کے آقاؤں کی خواہش پر ہر غیراسلامی چیز کو اسلامی باور کرانے اور ہر اسلامی فریضہ کے انکار یا نصاب سے اس کے اخراج کی روش اختیار کی تو یاد رکھئے کہ قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ہوں گے اور آپ کا گریبان! برائے کرم اپنی نجات کا سامان کیجئے اور اسلام کا دست وبازو بنئے۔ اسلام ہی آپ کو نجات دائمی دلاسکتا ہے۔ مسلمانوں کا ساتھ دیجئے' اور غیرمسلموں سے دوری اختیار کیجئے۔ نصاب تعلیم کو قادیانیوں کے اثرات اور اسلام دشمن قوتوں کے احکامات سے پاک رکھئے۔ یہی آپ کے اور قوم کے مفاد میں ہے' اور اس ملی مفاد کا خیال رکھنا آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔

اسلام کا امن آفریں پیغام

مولانا مصلح الدین قاسمی

آج پورا عالم اسلام جس بدامنی وانارکی اور انتشار ولامرکزیت کا شکار ہے' تمدنی ترقیات اور معاشی سرگرمیوں کے دھارے میں جس طرح بہہ رہا ہے' وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے' ہر طرف بنیاد پرستی' شدت پسندی وجنگجویانہ سرگرمیوں کا دور دورہ ہے' پوری دنیائے انسانیت خون میں نہارہی ہے' ہر چہار جانب خون کے فوارے چھوٹتے نظر آرہے ہیں' قیمتی جانیں ضائع ہورہی ہیں' ہر ایک دوسرے کے حق میں زہر قاتل بنا ہوا ہے' بغض و عناد' کینہ کپٹ' بدگمانی' بے اعتمادی' عزت وآبرو کی بے وقعتی' مردم آزاری و آدم بیزاری' عقل پر جذبات کی حکمرانی' دوراندیشی پر کوتاہ اندیشی کا غلبہ' عوامی مفاد پر ذاتی اغراض کو ترجیح' جذبات کے پیچھے بہہ جانے اور کھوکھلے نعروں کے پیچھے دیوانہ بن جانے کی عادت جیسی بیماریاں لوگوں کے دلوں میں جڑ پکڑ چکی ہیں' اور یہ ایسی بیماریاں ہیں جو بڑی سے بڑی قوم اور ملک کا خاتمہ کردیتی ہیں اور موت کے گھاٹ اتاردیتی ہیں' اسی طرح تنگ نظری' مفاد پرستی' حد سے بڑھا ہوا احساس برتری' جذبات سے مغلوب ہوجانے' روئی کی طرح جلد آگ پکڑ لینے اور بارود کی طرح بھک سے اڑ جانے کی صلاحیت کسی ایک میدان میں محدود اور کسی ایک فرقے کے ساتھ مخصوص نہیں رہ سکتی' نفرت و اقتدار کی بڑھی ہوئی ہوس کی آگ کو اگر جلانے کے لئے ایندھن نہ ملے تو وہ خود کو کھانے لگتی ہے' دور جاہلیت کے ایک حقیقت پسند عرب شاعر نے کہا تھا:

"النار تاکل نفسہ
ان لم تجد ما تاکلہ"

ترجمہ: "آگ اپنے کو کھانے لگتی ہے' اگر اس کو کچھ اور کھانے کو نہ ملے۔"

اور اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آج پوری دنیائے انسانیت ان تمام مہلک امراض میں مبتلا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ پورے عالم میں عجیب و غریب قسم کی بحرانی کیفیت چھائی ہوئی ہے' دنیا کے کسی گوشے میں چین وسکون نظر نہیں آرہا ہے۔

پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے ایسا ہورہا ہے' مگر اب تو دنیا ترقی کررہی ہے' تہذیب وتمدن اور علم کا دور دورہ ہے' اب تو ہونا یہ چاہئے کہ انسانوں کے مابین حائل فاصلے کم ہوتے' آپس کے روابط وتعلقات میں اضافہ ہوتا' لیکن یہ سب کچھ نہیں ہورہا ہے' جتنا علم بڑھتا جارہا ہے' اتنا ہی انسانوں کی باہمی خلیج میں اضافہ ہوتا جارہا ہے' آخر ایسا کیوں ہے؟ اس کے اسباب کیا ہیں؟ اور ان حالات میں اسلام کا امن آفریں پیغام کیا ہے؟

یہ ایک ایسا چبھتا ہوا سوال ہے جو ہر اس ہوش مند کے دل میں پیدا ہورہا ہے' جسے انسانیت سے ہمدردی ہے' جسے رنگ' علاقہ' زبان اور قوم سے زیادہ انسانیت عزیز ہے' مگر اس سوال کا جواب اور اس بحرانی کیفیت کے اسباب کا پتہ قرآن و حدیث کے مطالعہ سے چلے گا' چند اسباب درج ذیل ہیں:

۱:...... ہمارے علوم اب برائے معلومات اور حصول نفع رہ گئے ہیں' ان کے ساتھ انسانی ہمدردی اور جذبہ خدمت کا سبق ختم ہوگیا ہے' جب کہ اسلام میں انسانی ہمدردی اور انسانیت نوازی پر بہت زور دیا گیا ہے۔

۲:...... نشر واشاعت کے وہ وسائل وذرائع جو معلومات اور حصول تفریح کے لئے ایجاد کئے گئے تھے' ان سے اب اکثر وبیشتر ایسے اخلاق سوز اور حیا سوز مناظر پیش کئے جانے لگے جو محبت والفت اور انسانیت کی جوت جگانے کے بجائے جرائم پیشہ بننے کا ذہن تیار کرنے لگے۔

۳:...... سامان عیش وتنعم کی نت نئی ایجادات نے حصول مال و جاہ کی ایسی حرص پیدا کردی ہے کہ انسان کے لئے انسان کی جان لینا اتنا آسان ہوگیا ہے جتنا کسی فصل کو نقصان پہنچانے والے کیڑے مکوڑوں کو مارنا۔

فتنہ وفساد کے ان اسباب ومحرکات پر کھلی

آزادی اور جھوٹ کے ساتھ اہل قلم کتنے ہی اچھے مضامین لکھیں اور حالات کا تجزیہ کریں‘ خون خرابے میں کوئی کمی نہیں آسکتی‘ اخلاقی فساد و بگاڑ کو دور نہیں کیا جاسکتا‘ یہ فساد و بگاڑ جب بڑھتا ہے اور اس کی فکر نہیں کی جاتی تو وہ افراد سے تجاوز کرکے جماعتی‘ قومی اور علاقائی بنیادوں پر پھیل جاتا ہے اور پھر یہ سلسلہ بڑھتا ہوا پوری دنیا پر محیط ہوجاتا ہے‘ اس وقت پوری دنیا کی جو صورت حال ہے اور جس کا ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کررہے ہیں‘ اس میں یہی اسباب وعوامل کام کررہے ہیں۔

اب رہا یہ کہ اس نازک مرحلے اور انتشار کے دور میں اسلام کا پیغام کیا ہے؟ اور کن اصولوں کے اپنانے کی اسلام تلقین کرتا ہے؟ جن سے عالم اسلام کی اس بحرانی کیفیت میں سدھار پیدا ہو‘ تو سب سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم مسلمان ہیں‘ ہمارا ایمان قرآن وحدیث کی لازوال اور انمٹ تعلیمات پر ہے‘ ہمارے لئے قرآن و حدیث اور اسوۂ نبویؐ ہی وہ قیمتی تحفہ ہے جو حلقہ گرداب میں پھنسی ہوئی کشتی کو ساحل تک پہنچا سکتا ہے‘ ذلت وخواری کے عمیق غار سے نکال کر عزت وکامرانی کے اعلیٰ مراتب تک پہنچا سکتا ہے‘ یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اسوۂ نبوی کو اپنانے کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

”لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ أسوۃ حسنۃ۔“

(سورۂ احزاب:۲۱)

ترجمہ: ”تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اچھا نمونہ ہے۔“

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو پوری دنیا میں عام کریں‘ سیرت نبویؐ کے ہر گوشے کو اجاگر کریں اور دنیا کے چپے چپے میں یہ بات پہنچادیں کہ اس بحران اور انتشار کو دور کرنے کے لئے آپؐ کی تعلیمات ہی واحد راستہ ہے‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہی میں عام انسانوں کی صلاح وفلاح اور اثر انگیزی کا غیر معمولی سامان ہے‘ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا سب سے بڑا مشن اور نصب العین انسانی قدروں کا تحفظ کرنا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پامال وبرباد کی جاچکی تھیں‘ چنانچہ یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہے کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت ورسالت کا لافانی پیغام لے کر اس کارگہ عالم میں جلوہ گر ہوئے‘ اس وقت کی بحرانی کیفیت اور مردم بیزاری اس وقت سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی تھی‘ بلکہ اس وقت تو شرافت و انسانیت اور اخلاق ومروت اپنا بستر لپیٹ چکی تھی‘ بسیط ارضی پر چہار سو یاس و ناامیدی کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں‘ تہذیب وتمدن‘ شائستگی اور حسن معاشرت کی کوئی چیز نظر نہ آتی تھی‘ اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اسوہ کارگر ہوا‘ آپؐ کے جلوہ افروز ہوتے ہی اس بحرانی کیفیت میں سدھار آنے لگا‘ برے اخلاق اور گندی خصلتوں کے خیمے اکھڑنے لگے۔ تشدد‘ ظلم وبربریت آپس کے اختلاف وتنازع اور باہمی کشیدگی کی دیوار ڈھے گئی‘ جب آپؐ نے اپنے نورانی اخلاق وکردار‘ صالح و پاکیزہ زندگی اور اسلامی طرز معاشرت سے دنیا والوں کو روشناس کرایا تو پوری دنیا نے آپ کی تعلیمات پر لبیک کہا اور وہی لوگ جو دنیا کی قوموں میں سب سے پست تھے‘ وہ دنیا والوں کے لئے معلم ومربی بن گئے‘ جو رہزن تھے وہ رہبر بن گئے‘ جن کی زندگی فسق وفجور کی نذر تھی وہ اتنے بلند ومقدس مرتبے پر فائز ہوگئے کہ صداقت و پاکیزگی کو ان کے انتساب سے شرف ہونے لگا‘ جو مردہ تھے وہ زندہ ہی نہیں بلکہ دوسروں کو زندگی دینے والے بن گئے‘ سچ ہے:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرماجانے کے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی آپ کی سنت پر پوری طرح عمل کیا‘ انہیں آپ کی ہر ادا سے عشق تھا‘ اسی لئے آپ کی حیات اقدس‘ آپؐ کے حالات اور آپ کی سیرت وصورت کو انہوں نے اپنے اذہان میں اس طرح محفوظ کرلیا تھا کہ ایک طرف صحت ودرستگی کا یہ انتظام وانصرام تھا کہ قرآن کے علاوہ دیگر کسی آسمانی صحیفے کو بھی اس طرح محفوظ نہ کیا گیا‘ اور وسعت وتفصیل کا یہ عالم تھا کہ افعال وفرامین‘ صورت وسیرت‘ رفتار وگفتار‘ اخلاق وعادات‘ طرز زیست ومعاشرت‘ چلنے پھرنے‘ اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے‘ ہنسنے بولنے‘ خورد ونوش اور لباس و پوشاک کی ایک ایک ادا اور حالات وواقعات کا ایک ایک حرف ضبط کرلیا اور عملی زندگی میں ان سب کو برت کردکھایا۔

آج بھی محسن انسانیت‘ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب ہستی کا ایک ایک ورق مشعل ہدایت بن کر عالم کے سامنے ہے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج چشم ظاہر سے گو مستور ہیں‘ لیکن

اسوۂ رسولؐ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے' وہ قدم جن کی زیارت ہمارے لئے اوج سعادت تھی' آج ہماری نظروں سے اوجھل ہیں' لیکن نقش قدم موجود ہیں' مگر لوگ اس سے رہنمائی حاصل نہیں کر رہے ہیں' یہ عملی کوتاہی ہی نہیں' ذہنی افلاس کی علامت بھی ہے کہ جو حیات طیبہ قدم قدم پر رہنما ہے اور جس کا ایک ایک جزئیہ محفوظ ہے' اس کی روشنی میں ہم کوئی لائحہ عمل مرتب نہ کرسکیں اور دنیوی نقشوں میں اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے میں اپنی توانائیاں ضائع کردیں۔

آج عالم اسلام کے بحران کو ختم کرنے اور امن وسکون پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم زندگی کے ہر گوشے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو ملحوظ رکھیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کریں' ہر شخص اپنا محاسبہ کرکے اپنی کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کرے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال یہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک کو یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ میرا کوئی فعل' میرا کوئی عمل' میرا کوئی قول' میری کوئی ادا' اللہ تبارک وتعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف تو نہیں ہے؟ اور جب یہ فکر لگی ہوئی ہو تو پھر جب وہ کسی دوسرے سے کوئی اصلاح کی بات کہتے تو وہ بات دل پر اثر انداز ہوتی' اس سے زندگیاں بدلتیں' اس سے انقلاب آتے اور انقلاب برپا کرکے دنیا کو بھی دکھا دیا۔

ہماری حالت یہ ہے کہ ہم دوسروں کو نصیحت کررہے ہیں اور خود ہمارا عمل اس پر نہیں ہے' اس لئے اولاً تو اس بات کا اثر ہی نہیں ہوگا اور اگر اثر ہو بھی گیا تو سننے والا جب یہ دیکھے گا کہ یہ خود اس کام کو نہیں کررہے ہیں اور ہمیں نصیحت کررہے ہیں' اگر یہ کام اچھا ہوتا تو پہلے یہ خود عمل کرتے' اس طرح وہ بات ہوا میں اڑ جاتی ہے اور اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نے جو انقلاب برپا کیا اور صرف ۲۳ سال کی مدت میں پورے جزیرۂ عرب کی کایا پلٹ دی' یہ انقلاب اس لئے آیا کہ آپؐ نے امت کو جس بات کے کرنے کا حکم دیا' پہلے خود اس پر اس سے زیادہ عمل کیا' اگر ہم بھی یہ طریقہ اپنالیں اور اپنے قول وعمل میں یکسانیت پیدا کرلیں' اپنے آپ کو اخلاقی' ذہنی اور عملی اعتبار سے ممتاز ثابت کردیں' تو یقیناً چمن کی روٹھی ہوئی بہار پلٹ کر قدموں میں آجائے گی۔

☆☆..........☆☆

"ماضی کے جھروکوں سے"

"جمعیت علماء سرحد سے تعلق کے زمانے میں' ہمیں محسوس ہوا کہ پشاور میں قادیانی اپنے پاؤں پھیلا رہے ہیں اور دین سے ناواقف طبقہ کو گمراہ کررہے ہیں' پشاور کا ایک قادیانی مسمٰی غلام حسین جو قرآن کریم کی قادیانی تفسیر (یا بلفظ صحیح تحریف) بھی لکھ چکا تھا' وہ پشاور میں صبح کو "درس قرآن" دیتا تھا' نوجوان وکلاء اور کالجوں کے ناپختہ ذہن طالب علم اس میں شریک ہوا کرتے تھے' پشاور کا مشہور لیڈر جو بعد میں مسلم لیگ اور پاکستان کا بڑا رہنما بنا (سردار عبدالرب نشتر) وہ بھی ان کے درس میں شریک ہوتا تھا۔ پشاور کے اسلامیہ کالج کا وائس پرنسپل تیمور' مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کا رشتہ دار تھا۔ قادیانی سال میں ایک دفعہ "یوم النبی" کے نام سے ایک بڑا جلسہ کرتے تھے' جس میں شرکت کے لئے تمام سرکاری افسروں کو دعوت نامے بھیجے جاتے' اس طرح کھلے بندوں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے راستہ ہموار کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ جب ہم جمعیت العلماء کے کام میں منہمک تھے' تو میں نے دیکھا کہ قصہ خوانی بازار میں قادیانیوں کے اس جلسے کے اشتہارات لگ رہے ہیں' جن میں اسلامیہ کلب میں "یوم النبی" کا اعلان تھا' میں نے مولانا (محمد یوسف) بنوریؒ سے مشورہ کیا کہ قادیانیوں کی اس کھلی جارحیت کا سدباب ہونا چاہئے' میں ان دنوں اسلامیہ اسکول میں عربی کا معلم اور استاذ تھا۔ میں نے اسکول کی نویں اور دسویں جماعت کے طلبہ کو قادیانیت کی حقیقت بتائی اور قادیانیوں کے "یوم النبی" کے نام پر لوگوں کو بہکانے کی مکاری عیاں کی اور انہیں بھی اس معرکہ میں حصہ لینے کے لئے تیار کیا' جس کا نقشہ میں اور مولانا بنوریؒ بنا چکے تھے۔ مقررہ تاریخ پر قادیانیوں نے اسلامیہ کلب میں قالین بچھائے' اسٹیج لگایا اور جلسہ کا انتظام کرنے لگے' ہم دونوں بھی وہاں پہنچ گئے اور جا کر اعلان کردیا کہ یہاں اہل اسلام کا جلسہ ہوگا۔ ہماری اور قادیانیوں کی کشمکش ہوئی' جس میں قاضی یوسف نامی قادیانی نے مجھ پر لاٹھی سے حملہ کردیا۔ ہمارے رفقاء نے اس کو پکڑ کر نیچے گرادیا' جو قادیانی کرسیوں پر براجمان تھے انہیں بھی فرش پر گرادیا۔ قادیانی ذلت ونامرادی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے' اب اسٹیج پر مسلمانوں کا قبضہ تھا۔ مولانا بنوریؒ نے بڑی فصیح وبلیغ اور طویل تقریر فرمائی' مسلمانوں اور قادیانیوں کی کشمکش سن کر پورا شہر امڈ آیا اور خوب جلسہ ہوا' قادیانیوں کو ایسی ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا کہ جب سے اب تک انہیں پشاور میں ایسا ڈھونگ رچانے کی دوبارہ جرأت نہیں ہوئی۔"

(از حضرت مولانا لطف اللہؒ)

ایمان جان سے زیادہ عزیز چیز

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

مجھے صرف چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر میں آپ سے کوئی معاہدہ کرتا تو یہ کرتا کہ آپ اس احساس وشعور کو زندہ رکھیں کہ ایمان جان سے زیادہ پیارا ہے اور ہم یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ بچہ کی جان سے' اس کی صحت سے' اس کا ایمان زیادہ عزیز ہے' ایمان زیادہ قیمتی ہے۔ اس کے لئے میں آپ کے سامنے قرآن کریم کی دو آیتوں سے استدلال کرتا ہوں اور جب بھی پڑھتا ہوں' مجھے حیرت ہوتی ہے اور وہ حیرت ختم نہیں ہوتی' لیکن مجھے اندیشہ بلکہ میرا احساس یہ ہے کہ بہت کم لوگوں نے اس سے صحیح نتیجہ نکالا ہے۔ اسلاف کرام اور مفسرین عظام کا ذہن بے شک ان چیزوں کی طرف گیا ہوگا' جہاں ہمارا نہیں جاسکتا' لیکن آج کے پڑھنے والے بہت کم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔

قرآن مجید کی سورۂ کہف میں آخر یہ قصہ کیوں بیان کیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کی جان لے لی؟ اور وہ بھی ایک اولوالعزم اور ایک عظیم الشان پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی اور رفاقت میں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے جب پوچھا کہ آپ نے بچے کے ساتھ یہ کیا معاملہ کیا؟ اس کا کیا جرم تھا؟ اور کیا وہ جرم ایسا تھا کہ اس کی جان لے لی جائے؟ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اس کے ماں باپ دونوں صاحب ایمان اور نیک تھے اور یہ بچہ فتنہ بننے والا تھا' اگر یہ زندہ رہ جاتا تو اپنے ماں باپ کے ایمان کے لئے خطرہ بنتا' تو میں نے اس لئے ان کو اس خطرہ سے بچالیا اور اس کی جان لے لی کہ اللہ اور اولاد دے گا۔

آج کہیں پوری دنیائے اسلام میں بڑی سے بڑی آزاد حکومت اور شرعی حکومت بھی اس پر عمل نہیں کرسکتی' آپ سب جانتے ہیں کہ اس پر عمل کرنا بالکل حرام اور ناجائز ہے کہ محض اس خطرے سے کہ یہ بچہ کبھی فتنہ بن جائے گا (اور بہت سے بچے فتنہ بن رہے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں) اس کی جان لینے کی اجازت نہیں' اور جان لینا تو جان لینا ہے' کوئی اور بہت بڑی سزا معصومیت کی حالت میں نہیں دی جاسکتی۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ پھر قرآن کریم نے قیامت تک کے لئے اس قصہ کو سورۂ کہف میں داخل کرکے اسے زندہ جاوید کیوں بنادیا؟ کہ یہ قیامت تک پڑھا جائے گا' تو اس نے ایسا اس لئے کیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ ایمان کی یہ قیمت ہے۔ اگرچہ آج اس پر عمل نہیں ہوسکتا اور تشریعی طور پر اس پر عمل کرنا حرام بھی ہے اور قتل ناحق ہے' لیکن اللہ تعالیٰ اسے قرآن مجید کی سورۂ کہف میں بیان فرمارہا ہے۔ اسے ایک پیغمبر اور اس کے رفیق کا (جن کا کم سے کم درجہ اولیأ اللہ کا ہوگا) فعل بتایا جارہا ہے' آخر اس کی حکمت کیا ہے؟ حکمت یہی ہے کہ آپ سوچیں کہ ایمان وہ قیمتی چیز ہے کہ اس کے لئے حضرت خضر علیہ السلام (جو بڑے فقیہ' بڑے عارف باللہ اور بڑے صاحب بصیرت اور مقبول عنداللہ تھے) انہوں نے یہ کام کیا کہ اس بچہ کی جان لے لی' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ سنایا اور قرآن مجید میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کرادیا تاکہ پڑھنے والے یہ سمجھیں کہ ایمان اتنی بڑی چیز ہے کہ اس کے لئے جو چیز خطرہ بننے والی ہے' اس خطرہ کو بھی دور کرنا چاہئے' چاہے وہ کیسی ہی پیاری اور عزیز کیوں نہ ہو' مگر ہم لوگ اس طرح نہیں سوچتے۔

قرآن کریم کا یہ اعجاز اور الہامی نکتہ ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ وحضرت خضر علیہما السلام ایک بستی میں گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ایک دیوار مسمار ہونے والی ہے' اس موقع پر وہ زبان حال سے گویا کہہ رہے تھے کہ ہم پردیسی ہیں اور ہماری ضیافت ہونی چاہئے اور زبان قال سے بھی' جیسا کہ قرآن مجید سے اشارہ معلوم ہوتا ہے' لیکن پوری بستی میں سے کسی نے خبر نہیں لی اور کھانا پیش نہیں کیا اور وہ بھوکے رہے' مگر دیوار جو گر رہی تھی' حضرت خضر علیہ السلام اس کے سنبھالنے میں لگ گئے' اور آپ جانتے ہیں کہ گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالنا کتنا مشکل ہوتا ہے؟ حیرت کی بات ہے کہ وہ کہاں سے مسالا لائے؟ اور کتنی محنت

کی ہوگی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: عجب تضاد ہے' جنہوں نے کھانے تک کی خبر نہیں لی' ہم سے کھانے کو نہیں پوچھا' ان کا کہاں سے یہ حق تھا؟ اور کیا احسان تھا کہ آپ نے اس دیوار کو' جس کی مرمت میں وہ مزدور لگاتے' پیسے خرچ کرتے اور خود توجہ کرتے' آپ نے اس دیوار کو سنبھال دیا؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی' جن کا باپ نیک تھا' یہ دیوار اگر گر جاتی تو جو خزانہ اندر دبا ہوا تھا وہ کھل جاتا' سامنے آ جاتا اور لوگ لوٹ کر لے جاتے' اور ان کو غربت کا سامنا کرنا پڑتا اور ان کے پاس کچھ نہ رہتا' ایک طرف جان لی ایمان کے خطرے سے اور ایک طرف دیوار سنبھالی ایمان کی فضیلت کی وجہ سے' یعنی وہ خود بھی نہیں بلکہ ان کے باپ نیک تھے' معلوم نہیں اس کے انتقال کو کتنا زمانہ ہو گیا تھا' لیکن حضرت خضر علیہ السلام نے اس ایمان کی اتنی قیمت جانی کہ اس دیوار کو سنبھالا' اور اس کو کھڑا کیا اور ٹھیک کر دیا اور وہ خزانہ دبا رہا۔

یہ دونوں واقعات اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سورہ میں اوپر نیچے بیان کئے تاکہ آپ کو ایمان اور کفر کا فرق معلوم ہو' ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جو بچہ خطرہ بننے والا تھا' اس کو ختم کر دیا' اور ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جن کا باپ نیک تھا' ابھی ان کا وقت نہیں آیا تھا' ابھی وہ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے' اور وہ دو یتیم بچے تھے' ان کا باپ چونکہ صاحب ایمان تھا اور نیک تھا' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کی قدردانی میں دیوار سنبھالنے کا انتظام فرمایا اور الہام کے ذریعہ حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار سنبھالی لی۔

بس میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے آپ ایمان کی قیمت سمجھئے' اب یہ حکم نہیں ہے کہ جس کو آدمی قابل خطرہ سمجھے' اس کو اس طرح ختم کر دے' بلکہ بہتر یہ ہے کہ اگر خطرہ سمجھے تو اس کو اس دیوار کی طرح سنبھالے' جو گر رہی تھی' ویسے ہی اپنی اولاد کو اور آئندہ آنے والی نسل کو گرتی ہوئی دیوار کی طرح کھڑا کر دے' اس کو مضبوط بنائے' مستحکم کرے' مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اگر ہمارے ذہن اور ہمارے عقیدے نے اس کو قبول کر لیا کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے' تو پھر علاج معالجہ' کپڑے بنانے' اس کی پوشاک کا خیال کرنے اور پھر آگے بڑھ کر اعلیٰ تعلیم دلانے' ان سب سے زیادہ ضروری یہ ہوگا کہ ان کے دل میں ایمان بٹھایا جائے۔ ان کے علاج معالجہ' کپڑے بنانے' انہیں دعائیں دینے اور انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہونے سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ ان کے ایمان کا تحفظ کرے' اور ایسا انتظام کرے کہ ایمان جانے نہ پائے' آخری بات میری طرف سے یاد رکھئے کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے۔ ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! اپنی جانوں کو
اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ
سے بچاؤ۔"

دوزخ کی آگ سے کس طرح بچا سکو گے؟ ایمان کے ذریعہ سے بچا سکو گے' سب سے پہلا اور اہم ترین فریضہ ہے اپنی آئندہ نسل کے ایمان کی حفاظت کا سامان کرنا اور اسے ان جگہوں' ناکوں' اور ان ٹھکانوں سے بچانا' یہاں تک کہ ان تعلیم گاہوں سے بچانا جہاں ایمان کا خطرہ ہو اور اس کا بدل مہیا کرنا کہ بے علم بھی نہیں رہ سکتے' اس دنیا میں نہ پہلے اس کا جواز تھا اور نہ اب جواز ہے' تو تعلیم ضرور ہونی چاہئے' لیکن تعلیم اس طرح نہیں ہونی چاہئے کہ ایمان خطرے میں پڑ جائے' (اور اگر خدانخواستہ ایمان ہی خطرے میں پڑ جائے تو) پھر چاہے آدمی آسمان پر اڑے' اور دریا پر چلے اور سائنس میں اور علم جدید میں اور دوسرے فنون میں کتنی ہی ترقی کرے اور بڑے سے بڑا سرمایہ دار قارون وقت بن جائے' لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں اور اس کے پیغمبروں کے یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی حقیقی قیمت سمجھنے' اس کو دنیا کی ہر چیز پر' دولت پر' ہر نعمت پر' ہر لذت پر ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے ایمان کی بھی فکر کریں اور اپنی اولاد کے ایمان کی بھی فکر کریں اور ہم پوری امت مسلمہ کے ایمان پر قائم رہنے کی فکر کریں۔

سب سے بڑھ کر نسل کشی' عقیدے اور ایمان کی نسل کشی ہے کہ یہ نسل رہے اور ایمان نہ رہے' دین کا امتیاز اور دین کا فرق نہ رہے اور باقی تہذیب اور کلچر اور رسم الخط اور دوسری چیزیں اپنی جگہ پر رہیں' اس کا پورا ایک منصوبہ تیار ہے کہ لوگ اسلام پر قائم نہ رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ملت اسلامیہ کو اپنے تمام تشخصات کے ساتھ' اپنے تمام امتیازات کے ساتھ' سب سے بڑھ کر دین و ایمان اور عقیدہ کے ساتھ' حمیت دینی اور حمیت اسلامی کے ساتھ اور نہ صرف یہ کہ ایمان کے باقی رہنے کی ضمانت کے ساتھ اور اس کے اسباب و ذرائع کی موجودگی کے ساتھ بلکہ اس کو ترقی دینے اور دنیا کے دوسرے اسلامی ملکوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے' اور یورپ و امریکہ تک اسلام کا پیغام پہنچانے' مسلمان بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مدد فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

ملفوظاتِ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

نورِ علم حاصل کرنے کے لئے اہل اللہ کی صحبت ضروری ہے:

ایک شخص نے (حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے) دریافت کیا کہ مولویوں کو کیا ہوا جو حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے ہیں؟ یہ لوگ تو خود لکھے پڑھے ہیں؟ وہاں کیا چیز ہے؟ جس کے لئے وہاں جاتے ہیں؟ وہ کون سی بات ہے جو کتابوں میں نہیں؟

حضرت تھانویؒ نے فرمایا: میں ایک مثال بتاتا ہوں' فرض کرو ایک شخص تو وہ ہے جس کے پاس تمام مٹھائیوں کی فہرست موجود ہے' مگر اس نے چکھی ایک بھی نہیں' اور ایک شخص وہ ہے کہ نام تو ایک مٹھائی کا اس کو یاد نہیں' مگر ہاتھ میں لئے ہوئے کھا رہا ہے' بتلاؤ تو مٹھائی کے فوائد حاصل کرنے میں آیا وہ نام یاد رکھنے والا اس حقیقت جاننے والے کا محتاج ہے یا وہ حقیقت جاننے والا اس نام یاد رکھنے والا کا؟ ظاہر ہے کہ پہلا دوسرے کا محتاج ہے' نہ کہ برعکس۔ اسی طرح ہم "اہل الفاظ" ہیں اور حضرت (حاجی صاحبؒ) "صاحب معنی" تو صاحب معنی محتاج نہیں ہوتا اہل لفظ کا اور صاحب لفظ "صاحب معنی" کا محتاج ہوتا ہے۔ واقعی خوب حقیقت واضح ہوگئی' جس سے علماء' عرفاء میں فرق سمجھ میں آ گیا۔

تشریح:

سید الطائفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ' حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ' حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ اور ان کے ہم عصر چوٹی کے بہت سے علماء' سید العارفین حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ' کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔ یہ سب حضرات علوم شرعیہ میں جبال علم اور اپنی نظیر آپ تھے اور حضرت حاجی صاحب قدس سرہ' پورے عالم بھی نہ تھے' تو ظاہر بین' حقیقت سے بے خبر

مولانا مفتی عبدالستار مدظلہ

لوگوں کو اس پر تعجب ہوتا کہ ایسے علمائے کرام حضرت حاجی صاحب سے کیا لینے جاتے ہیں؟ وہ کون سی بات ہے جس کا انہیں علم نہیں' قرآن و حدیث میں سب سے کچھ پڑھ رکھا ہے۔ اسی شبہ کے ازالہ کے لئے حضرت حکیم الامتؒ نے ایک مثال سے اس حقیقت کو کھولنا چاہا' جس کا حاصل یہ ہے کہ مامورات شرعیہ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور اخلاقیات میں تواضع' صبر و شکر' توکل وغیرہ' ان میں سے ہر ایک کا ایک نام ہے جو بولا یا لکھا جاتا ہے اور ان کی ایک حقیقت خارجیہ ہے' ان میں سے مطلوب شرعی ان کی "حقیقت خارجیہ" ہے' مثلاً: شکر کا لفظ بولنے سے یا لکھنے سے منہ میں مٹھاس نہیں آئے گی اور نہ اس سے چائے کو میٹھا کیا جا سکتا ہے' چائے میں تو وہ شکر کام آئے گی جو اس کا وجود خارجی ہے' جسے دکان سے خریدا جاتا ہے' چائے اس سے پکے گی' کتابیں پڑھ لینے سے مامورات شرعیہ کا لفظ متعارف تو ہو جاتا ہے لیکن ان کی حقیقت تک رسائی اولیاء اللہ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔

ہندو پاک کی مشہور علمی شخصیت حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب الصلوٰۃ طالب علمی کے زمانے میں متعدد کتابوں میں پڑھی تھی اور پھر بحیثیت استاذ ہونے کے عرصہ تک اسے پڑھاتے رہے' لیکن حقیقتِ نماز تک رسائی ایک مدت کے بعد اس وقت ہوئی جب ہمیں مرشد تھانویؒ کی خدمت میں حاضر نصیب ہوئی۔

دانستن اور داشتن کا باہمی فرق:

بوعلی سینا بڑے عالم اور طبیب تھے' ایک مرتبہ ایک بزرگ کے پاس آئے اور کچھ دیر ان کی خدمت میں رہ کر واپس چلے گئے' بعد میں کسی کے ذریعے شیخ کے خادم سے معلوم کرایا کہ شیخ نے میرے بارے میں کوئی تبصرہ تو نہیں فرمایا۔ ان کا خیال تھا کہ شیخ نے میری بڑی تعریف کی ہوگی لیکن

خادم نے بتلایا کہ شیخ یوں فرما رہے تھے کہ: ''بوعلی اخلاق ندارد۔'' یہ سن کر بوعلی کو بڑا تعجب ہوا اور چند روز میں اخلاق کے متعلق ایک کتاب تحریر کر کے شیخ کی خدمت میں بھجوا دی۔ کتاب کو ملاحظہ فرما کر شیخ نے فرمایا:

من نگفتہ بودم کہ بوعلی اخلاق نداند
گفتہ بودم کہ بوعلی اخلاق ندارد
ترجمہ: میں نے یہ نہیں کہا تھا
کہ بوعلی اخلاق کو جانتا نہیں' بلکہ میں
نے کہا تھا کہ بوعلی اخلاق نہیں رکھتا۔

کتاب دلیل بر ''دانستن'' است' نہ بر اخلاق ''داشتن'' (یعنی کتاب تو صرف جاننے پر دلیل ہے نہ کہ اخلاق رکھنے پر) اسی طرح سے سمجھئے کہ مقصود حقائق شرعیہ اور اخلاق حسنہ وغیرہ کا صرف جاننا ہی نہیں بلکہ ان کا حاصل کرنا ہے' صرف کتابیں پڑھ لینے سے حقائق شرعیہ حاصل نہیں ہوتے' بلکہ کسی شیخ کامل کے جوتے سیدھے کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

ایک شخص ایک شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے' شیخ چارپائی پر بیٹھے تھے' آنے والے صاحب نیچے فرش پر بیٹھ گئے' شیخ نے فرمایا کہ: اوپر بیٹھو' تو اس نے کہا کہ: تواضعاً نیچے بیٹھا ہوں' شیخ نے تنبیہ فرمائی کہ: یہ تواضع نہیں بلکہ تکبر ہے کیونکہ آپ نے یہ سمجھا کہ میرا اصل مقام اور استحقاق تو اوپر بیٹھنے کا تھا لیکن تواضع اختیار کرتے ہوئے میں نیچے بیٹھتا ہوں' جب آپ نے اپنے تئیں حقیقتاً عالی مقام سمجھا تو تواضع کہاں رہی؟ تواضع تو یہ ہوتی کہ تم سمجھتے کہ میں فرش پر بھی بیٹھنے کے قابل نہ تھا بلکہ جوتوں کی جگہ بیٹھنے کے لائق تھا' شیخ کا احسان ہے کہ فرش پر جگہ دے دی۔

سوہن حلوہ' جلیبی وغیرہ کا نام معلوم ہوجانا کافی نہیں اور نہ کچھ مفید ہے بلکہ جب اسے خرید کر کھاؤ گے تب مزہ آئے گا۔ اسی طرح اولیائ اللہ کی ''دکان معرفت'' پر حاضر ہوکر جب حقائق شرعیہ حاصل کروگے تو کام بنے گا۔ انہی حقائق کو حاصل کرنے کے لئے حضرات علمائے کرام' حضرت حاجی صاحب قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے' جو صرف کتاب پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتے۔

حضرت گنگوہیؒ تحصیل علمی سے فراغت کے بعد ایک مسئلے کے سلسلے میں تھانہ بھون تشریف لے گئے' وہاں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ' سے ملاقات ہوئی تو حضرت حاجی صاحبؒ سے بیعت ہوگئے' مگر یہ شرط لگا دی کہ تہجد نہیں پڑھوں گا' حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ: کوئی بات نہیں' تہجد نہ پڑھیں' بیعت ہوجائیں۔ چنانچہ بیعت کے بعد رات کو حضرت حاجی صاحب قدس سرہ' نے اپنی چارپائی کے قریب ان کی چارپائی ڈلوائی' رات کو سوگئے' تہجد کے وقت حضرت حاجی صاحبؒ اٹھے' وضو وغیرہ کرکے تہجد میں مشغول ہوگئے' اسی اثناء میں حضرت گنگوہیؒ کو بھی جاگ آگئی' عزم مصمم تھا کہ تہجد نہیں پڑھیں گے' اس لئے کروٹ بدل کر لیٹ رہے' کروٹیں بدل رہے ہیں' لیکن نیند نہیں آرہی' خیال ہوا کہ چلو آج تہجد پڑھ لیتے ہیں' پھر نہیں پڑھیں گے' کوئی حرام تھوڑا ہی ہے' چنانچہ اٹھ کر تہجد پڑھی' حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: ''وہ دن جائے پھر آخری عمر تک کبھی الحمدللہ تہجد قضا نہیں ہوئی۔'' بلکہ ہزاروں تہجد گزار پیدا کردیئے' یہ پہلی دولت تھی جو حضرت حاجی صاحب قدس سرہ' کی مبارک صحبت سے نقد حاصل ہوئی۔

☆☆............☆☆

تکبر اور تواضع

''خطا ونسیان بشریت کا خاصہ ہے اور انبیائ علیہم السلام کے ماسوا کوئی شخص نہ معصوم محض ہے اور نہ مطاع مطلق' کوئی شخص کمزوریوں سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا' اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف کرو اور اپنی کمزوریوں پر نظر ڈالو' اس سے باہمی رواداری اور حق شناسی کے جذبات ابھریں گے اور باہمی محبت و اعتماد کی فضا پیدا ہوگی' برخلاف اس کے کبر وغرور سے نفرت بیزاری پیدا ہوگی اور عداوت و بداعتمادی کا ماحول جنم لے گا۔

شیطان یہ سمجھاتا ہے کہ اگر تم نے دوسرے کی بات مان لی تو تمہاری سبکی ہوجائے گی' ناک کٹ جائے گی اور دنیا تمہیں بنظر حقارت دیکھے گی' اس کے برعکس نبوت کی تعلیم یہ ہے کہ:

''جو اللہ کی خاطر جھک جائے' اللہ تعالیٰ اسے اونچا کردیتے ہیں' اور جو تکبر کرے' اللہ تعالیٰ اسے نیچا کردیتے ہیں۔''

کبر سے ایک تو معاملات الجھتے ہیں' دوسرے خود متکبر لوگوں کی نظر میں ذلیل ہوجاتا ہے' اور فروتنی سے نہ صرف معاملات سلجھتے ہیں' بلکہ ایسے شخص کو عزت و وقار اور قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

(حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ)

خطرے کا زمانہ

مفتی محمد سلمان منصور پوری

ابو عیینہ کے آزاد کردہ غلام واصل کہتے ہیں کہ مجھ کو یحییٰ ابن عقیل نے ایک صحیفہ دے کر یہ کہا کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر ہے جو آپ ہر جمعرات کو اپنے تلامذہ کے سامنے ارشاد فرمایا کرتے تھے' اس صحیفہ میں یہ تحریر تھا کہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں نماز سے غفلت برتی جائے گی' اونچی اونچی بلڈنگیں بنائی جائیں گی' جھوٹی قسموں کی کثرت ہوگی' ایک دوسرے پر لعن طعن عام ہو جائے گا' رشوت خوری پھیل جائے گی' زنا کاری عام ہو جائے گی' اور آخرت کو دنیا کے بدلہ میں بیچا جانے لگے گا۔

اس کے بعد حضرت ابن مسعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ: جب تمہارے سامنے یہ باتیں پیش آجائیں تو تم خطرات سے بچنے کا اہتمام کرنا' آپ سے پوچھا گیا کہ: بچاؤ کس طرح ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ: تم اپنے گھروں میں خانہ نشین ہو جانا (یعنی بلا ضرورت گھر سے باہر مت نکلنا) اور اپنی زبان اور ہاتھ کو روک کر رکھنا۔ (موسوعۃ آثار الصحابہ ۳/۱۱۳)

افسوس ہے کہ جن باتوں کی طرف صحابی رسول سیدنا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ توجہ دلا کر ان سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے' ہمارے زمانہ میں وہ سب باتیں واقعات بن چکی ہیں اور پورا معاشرہ دینی اعتبار سے خطرات میں گھر چکا ہے۔ جس کی قدرے تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

نماز سے غفلت:

آج پورے عالم میں نماز سے غفلت عام ہے۔ مسجدیں تو بڑی عالیشان بن رہی ہیں' مگر اسی تناسب سے نمازیوں کی تعداد گھٹتی جارہی ہے۔ بلا مبالغہ آج مسلمانوں کی اکثریت نماز سے غافل ہے' حالانکہ نماز ہی دین کا ستون ہے۔ (کشف الخفاء ۲/۴۷) اور اسی عبادت کے ذریعہ اسلام اور کفر میں امتیاز ہوتا ہے۔ (مسلم ۱/۶۱) نماز کی زندگی سے دین کی زندگی ہے اور نماز کی موت دراصل دین کی موت ہے' نماز کے واسطے سے مسلمان کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہوتا ہے اور نماز سے پیدا شدہ کیفیت کی بدولت مسلمان کو گناہوں اور بے حیائیوں سے بچنے کی توفیق میسر آتی ہے' جبکہ نماز سے غفلت کی بنا پر انسان پر بے حسی طاری ہو جاتی ہے اور وہ اچھے برے کی تمیز سے محروم ہو جاتا ہے' ایک مسلمان کا سب سے بڑا امتیاز اور قیمتی ترین سرمایہ نماز ہے' اس کا اندازہ وہ لوگ بآسانی لگا سکتے ہیں جو سفر و حضر میں نماز اور جماعت کے عادی ہیں' خود احقر کو بار بار اس کا تجربہ ہوا کہ ٹرین یا پبلک مقامات پر جب بھی نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو دیکھنے والے غیر مسلموں کی طرف سے ہمیشہ مثبت اور محبت آمیز رویہ دیکھنے کو ملا' کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ ٹرین میں زبردست بھیڑ تھی' نماز کا وقت نکلا جارہا تھا' احقر مصلیٰ لے کر سیٹ سے اٹھا اور نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو بھیڑ کے باوجود لوگوں نے پوری بشاشت کے ساتھ نماز پڑھنے کی جگہ دی اور نماز کے بعد بھی بہت اکرام کا معاملہ کیا۔ کاش اگر سب مسلمان اسی کردار کا مظاہرہ کرنے لگیں تو کتنی خرابیاں تو محض نماز کے اہتمام ہی سے ختم ہو سکتی ہیں' اور غیروں پر ہمارے عمل کے اچھے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں' ابھی چند روز قبل احقر نے ایک رسالہ میں ایک امریکی فوجی کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ پڑھا کہ اس کے اسلام لانے کا محرک یہ واقعہ بنا کہ وہ سعودی عرب کے کسی شہر میں دکان سے سامان خریدنے گیا' سودا طے ہو گیا' اور وہ قیمت ادا کرنا ہی چاہتا تھا کہ قریب کی مسجد سے اذان کی آواز آئی' اذان سنتے ہی اس مسلمان دکاندار نے پیسہ لینے اور سودا دینے سے انکار کر دیا اور فوراً دکان بند کر کے نماز پڑھنے چلا گیا' بس اس نمازی شخص کا یہی کردار اس امریکی فوجی کے لئے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اس نے سوچا کہ یقیناً اس مذہب میں کوئی ایسی کشش ہے کہ انسان اپنی تجارت کو چھوڑ کر عبادت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ (امریکی نئے مسلمانوں کی سچی کہانیاں صفحہ ۱۱)

افسوس کہ یہ کردار جو ہمارے معاشرہ میں جابجا نظر آنا چاہئے تھا' آج بالکل عنقا ہوتا جارہا ہے' اور مسلم معاشرہ بچوں سے لے کر بڑوں تک اور مردوں

سے لے کر عورتوں تک نماز سے غفلت میں مبتلا ہے' اس لئے ضروری ہے کہ معاشرہ کی اس کوتاہی کا فی الفور سدباب کیا جائے' ہر آدمی اپنی دینی ذمہ داری محسوس کرے یہ نہ سمجھے کہ یہ تو صرف علماء کا یا تبلیغی جماعت کا کام ہے' ہمیں اس سے کیا مطلب؟ ایسا نہیں ہے بلکہ نماز کی طرف دعوت اور اس کا اہتمام ہر مسلمان کی ذاتی ذمہ داری ہے' خواہ وہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو' اسے نماز کا اہتمام ضرور کرنا چاہئے' تاکہ اسلامی معاشرہ ترک نماز کی نحوستوں سے محفوظ رہے' اور نماز کی برکتوں سے مالا مال ہو۔

بلڈنگوں کی بہتات:

آج جس کے پاس بھی پیسہ ہے' وہ ضروری اور غیر ضروری تعمیرات پر اسے بے دریغ خرچ کر رہا ہے' جس شہر میں چلے جایئے' نت نئی ڈیزائنوں کی بلڈنگیں جابجا نظر آئیں گی' اس معاملہ میں اس قدر اسراف ہو رہا ہے جو ناقابل بیان ہے' بڑے بڑے سرمایہ دار جو دینی ضرورتوں میں چند روپیہ دیتے ہوئے بھی جھجکتے ہیں اور دسیوں حیلے بہانے بناتے ہیں' وہ اپنی ذاتی تعمیرات میں بلا جھجک اور بلاضرورت بے حساب رقم خرچ کر دیتے ہیں اور انہیں احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم کتنی بڑی فضول خرچی کے مرتکب ہو رہے ہیں' آج کل تعمیرات میں تنوع بھی ایک مستقل فیشن بن گیا ہے' ہر مالدار یہ چاہتا ہے کہ اس کا گھر اس ڈیزائن کا بنے جیسا آج تک دنیا میں کسی نے نہ بنایا ہو' یہ سب شوخیاں اور شوبازیاں اللہ تعالیٰ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل پسند نہیں ہیں' پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ جس کی رقومات کو ضائع کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے پیسہ کو مٹی گارے (تعمیرات) میں خرچ کرا دیتا ہے۔ (الزواجر/۴۲۸)

نیز آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ضرورت سے زائد ہر تعمیر اس کے مالک کے لئے آخرت میں وبال کا باعث بنے گی۔ (الزواجر عن ابی داؤد/۴۲۸)

اس لئے بلاضرورت تعمیر کوئی خوشی اور مسرت کی چیز نہیں' بلکہ ایک مستقل وبال ہے' جس کا اندازہ آخرت میں جا کر ہوگا۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان فضولیات میں اپنی کمائی کو ضائع نہ کریں' بلکہ خیر کے کاموں اور صدقات جاریہ میں زیادہ سے زیادہ رقومات صرف کریں تاکہ آخرت میں انہیں سرخروئی نصیب ہو سکے۔

جھوٹ کی کثرت:

اسی طرح آج ہر جگہ جھوٹ کا غلبہ ہے' کوئی کاروبار ایسا نہیں جس میں جھوٹ شامل نہ ہو' حتیٰ کہ جھوٹی قسموں اور جھوٹی گواہیوں کو معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا' گویا کہ اس گناہ کی برائی دل سے نکل چکی ہے' بالخصوص عدالتوں کا سارا نظام جھوٹ کے اثرات سے پوری طرح متاثر ہے' عدالت کے احاطہ میں کرایہ لے کر جھوٹی قسمیں اور جھوٹی گواہیاں دینے والے لوگ بکثرت نظر آتے ہیں' حالانکہ جھوٹ ایسا گناہ ہے جو اسلام کی فطرت کے خلاف ہے' پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مومن طبعی طور پر جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ (مسند احمد ۲۵۲/۵ الترغیب والترہیب ۳/۳۶۷) یعنی وہ شخص ہرگز کامل مومن نہیں کہلایا جا سکتا جو جھوٹ بولنے کو اچھا اور حلال سمجھتا ہو اور بالخصوص اللہ کے نام کے ساتھ جھوٹی قسم کھانا' یہ تو اور بدترین جرم ہے' اس لئے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ جھوٹ سے اور بالخصوص جھوٹی قسموں سے اپنے آپ کو بچائے' تاکہ وہ جھوٹ کے وبال سے محفوظ رہ سکے۔

ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا:

اسلام میں ایک دوسرے پر لعن طعن' بہتان تراشی اور بے عزتی سخت گناہ ہے' قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں نہایت شدت کے ساتھ ان اعمال سے منع کیا گیا ہے' لیکن یہ باتیں آج ہمارے معاشرہ میں اوپر سے لے کر نیچے تک عام ہو چکی ہیں' ہماری کوئی مجلس ایسی نہیں جاتی جس میں دوسروں پر طنز و استہزا' چھینٹا کشی اور افتراء پردازی کی باتیں نہ ہوتی ہوں الا ماشاء اللہ' آج لوگ اس ٹوہ میں رہتے ہیں کہ کب موقع ملے اور کسی عزت دار کی عزت اتار لیں' بالخصوص ہمارے دینی قائدین ہر وقت ہمارے نشانے پر رہتے ہیں' جہاں ذرا سا موقع ملا' فوراً ان کی بے تکان کردار کشی شروع کر دی جاتی ہے' آئے دن اخبارات کے کالم کے کالم ان کے خلاف بے سروپا باتوں سے سیاہ نظر آتے ہیں اور بہت سے کج ذہن لوگ اصل معاملہ کی تحقیق کئے بغیر اخبار کی جھوٹی باتوں کو ''مکمل سچ'' سمجھ کر لعن طعن کی تحریک میں عملاً شریک ہو جاتے ہیں' جس کا نتیجہ اپنے بڑوں اور بزرگوں سے بداعتمادی کی شکل میں نکلتا ہے' حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ہم پوری قوت کے ساتھ ایسی مذموم حرکتوں کی مذمت کریں اور ایسی کسی بات میں ملوث نہ ہوں' جس سے قوم وملت میں انتشار اور بے اعتمادی کی فضا قائم ہو' ہمیں یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ آج ہمارے بدخواہ اپنی مطلب براری کے لئے ہمیں مختلف خانوں میں بانٹ دینا چاہتے ہیں' اور اس مقصد کے لئے اخبارات میں خلاف واقعہ رپورٹیں چھپوا کر قوم میں اختلاف و انتشار پیدا کر رہے ہیں' ایسے موقع پر ہمیں اخبارات پر اعتماد کرنے کی بجائے اصل اہل معاملہ سے رجوع کرنا چاہئے' تاکہ اس طرح کی سازشوں کو ناکام بنایا جا سکے' بہرحال یہ صورت حال سخت خطرناک اور اندیشہ ناک ہے' آپس میں لعن طعن کی فضا میں قومی وملی ترقی اور سکون

وعافیت ہرگز میسر نہیں آسکتا' ہمیں پوری سنجیدگی کے ساتھ اپنی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔

رشوت خوری کی وبا:

رشوت خوری آج ہمارے معاشرہ کا ایسا رستا ہوا ناسور بن چکا ہے' جس نے قوم کی اخلاقی اور انسانی قدروں کو بالکل کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے' ضرورت مندوں کی ضرورت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا لوگوں کو ایسا چسکا لگ گیا ہے کہ اب مفت میں خیرخواہی کا تصور تک ذہنوں سے نکلتا جارہا ہے' بالخصوص حکومت اور اقتدار میں شامل افراد ''وزارت'' سے لے کر ''کلرکی'' تک اس نحوست میں لت پت ہیں' حتیٰ کہ عدالت کے صاف شفاف پیشہ میں بھی رشوت نے دھڑلے کے ساتھ اپنی مضبوط جگہ بنالی ہے' پہلے تو ذرا آنکھوں میں شرافت باقی تھی اور رشوت کا مطالبہ کرتے ہوئے کچھ حیا پائی جاتی تھی مگر اب وہ حیا کا پانی بھی رخصت ہو چکا ہے۔ اب رشوتیں اس طرح طلب کی جاتی ہیں جیسے وہ رشوت نہ ہو بلکہ رشوت خور کا لازمی حق ہو جسے دیئے بغیر چارہ نہیں ہے' جس معاشرہ میں رشوت خوری عام ہو' وہاں حقداروں کی حق تلفی اور نااہلوں کی طرف سے زبردستی حقوق پر قبضہ لازم ہے' اس لئے پیغمبر علیہ السلام نے رشوت دینے والے' رشوت لینے والے اور ان دونوں کے درمیان دلالی کرنے والے ایجنٹ پر لعنت فرمائی ہے۔ (ادب الخصاف ۸۳) مگر افسوس ہے کہ آج یہ وبا اس قدر پھیل گئی ہے کہ جو افسر رشوت سے بچنے کی کوشش کرتا ہے' اہل غرض لوگوں کی طرف سے اسے طعنے سننے پڑتے ہیں گویا کہ جو چیز قابل تعریف ومبارک بادی تھی' وہ معاشرہ کے بگاڑ کی وجہ سے موجب مذمت بن چکی ہے۔ اب رشوتوں کا اثر یہ ہے کہ بڑے سے بڑے مجرم کو رشوت دے کر چھڑالیا جاتا ہے اور بڑے سے بڑے پارسا شخص کو رشوتوں کے ذریعہ مبتلائے آزمائش کردیا جاتا ہے' اس لئے یہ زمانہ یقیناً سخت خطرہ کا ہے اور ہر انسان کو اپنی عزت' آبرو اور وقار کے بچاؤ کے لئے ہر وقت ہوشیار اور خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔

بدکاری کا عموم:

اسی طرح آج سارے عالم میں بدکاری' فحاشی اور زناکاری اور اس کے اسباب عام ہو چکے ہیں آخر کون سا ملک ایسا بچا ہے جہاں باقاعدہ بازار حسن قائم نہ ہو؟ بازاروں' سڑکوں اور چوراہوں پر صنف نازک کی نیلامی ہورہی ہے' اور عورت سے خیرخواہی کے خوشنما عنوان سے ہوس پرستوں نے پورے زور وشور کے ساتھ نسوانیت کے تقدس کو پامال کرنے کی مہم شروع کررکھی ہے۔ بالخصوص الیکٹرونک میڈیا (ٹیلی ویژن' انٹرنیٹ وغیرہ) اور پرنٹ میڈیا (اخبارات و رسائل وغیرہ) نے تو گویا بدکاری کی تبلیغ کا بیڑا اٹھالیا ہے' آج ان اداروں کے مابین اس پر مقابلہ آرائی ہورہی ہے کہ کون صنف نازک کو کس قدر برہنہ کر کے اپنے ناظرین کے لئے لذت کا سامان مہیا کرتا ہے؟ ٹیلی ویژن کا تو پوچھنا ہی کیا؟ آج روزمرہ کے قومی اخبارات ایسی حیا سوز اور عریاں تصاویر سے بھرپور ہوتے ہیں کہ شریف آدمی انہیں دیکھنے کا بھی تحمل نہیں کرسکتا' آج شہروں کی سڑکوں' دیواروں اور شاہراہوں پر لگے ہوئے سائن بورڈ' حیا سوز پوسٹروں سے بھرپور نظر آتے ہیں۔ الغرض جدھر دیکھئے بدکاری اور بے حیائی کا دور دورہ ہے اور عالمی طور پر منظم انداز میں اس بے حیائی کو فروغ دیا جارہا ہے' باقاعدہ اسی موضوع پر عالمی کانفرنسیں ہوتی ہیں کہ کس طرح مرد وعورت کے مابین ناجائز تعلق کو سند جواز فراہم کی جائے' گھر گھر اور شہر شہر مانع حمل اسباب اس قدر آسانی کے ساتھ مہیا کرادیئے گئے ہیں کہ بدکاروں کو ناجائز استقرار حمل کا جو خوف تھا' وہ معدوم ہو کر رہ گیا ہے' اور تو اور بہت سی جگہ کالجوں میں باقاعدہ جنسی تعلیم کا نظم قائم کیا جارہا ہے۔

یہ ماحول اسلام کی نظر میں سخت خطرناک ہے' اسلام اس اباحیت کو کبھی قبول نہیں کرسکتا' وہ اپنے ماننے والوں کو حیا کی تعلیم دیتا ہے' وہ خواتین اسلام کی عفت وعصمت کے تحفظ کے لئے انہیں اجنبی لوگوں سے پردہ میں رہنے کی تلقین کرتا ہے اور اسلام کی نظر میں بے حیائی اور زناکاری بدترین قسم کا جرم ہے اور اس جرم کا مرتکب سخت ترین سزا کا مستحق ہے (اسلامی حکومت میں جرم ثابت ہونے پر کنوارے زناکار کو سو کوڑے اور شادی شدہ مجرم کو سنگسار کر کے مار ڈالنے کا حکم ہے) اسی لئے قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں زناکاری اور بے حیائی کی سخت ترین الفاظ میں مذمت وارد ہوئی ہے' مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

☆...... جب میری امت میں حرام اولاد کی کثرت ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسے عمومی عذاب میں مبتلا فرمادے گا۔ (مسند احمد ۳۳۲/۶)

☆...... جب زناکاری کی کثرت ہوجائے تو فقر ومحتاجگی عام ہوجائے گی۔ (فیض القدیر ۱۸۲/۴) یعنی برکتیں اٹھ جائیں گی اور ہر آدمی دوسروں کا محتاج ہوجائے گا جیسا کہ آج کل یورپ وغیرہ کا حال ہے۔

☆...... جب بھی کسی قوم میں برسر عام بے حیائی کی کثرت ہوگی تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جائیں گی جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ

پائی جاتی ہوں گی۔ (الترغیب والترہیب ۳/ ۱۱۸)۔

چنانچہ آج کل ایسی لاعلاج بیماریاں (ایڈز وغیرہ) عام ہیں' جن سے پوری دنیا دہشت زدہ ہے' مگر حیرت ہے کہ پھر بھی بے حیائی میں کوئی کمی نہیں آ رہی ہے۔

بہر حال اس خطرناک ماحول میں ایک مسلمان کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے دین وایمان کے تحفظ کی فکر لازم ہے' ہر مومن کی یہ دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بے حیائی کے ماحول اور اس کے اسباب و وسائل سے محفوظ رکھے' اور اس بات کی بھرپور نگرانی کرے کہ اس کے گھر میں بدکاری کے اثرات تو نہیں آ رہے ہیں' اس کے لئے چند باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے:

۱:...... گھر میں شرعی پردہ کا اہتمام کیا جائے۔

۲:...... گھر میں ٹیلی ویژن نہ رکھا جائے۔

۳:...... فلمی رسائل اور عریاں تصاویر والے اخبارات اور ناول وغیرہ کے گھر میں داخلہ پر سخت پابندی ہو۔

۴:...... سینما بینی پر سخت نکیر کی جائے اور اس کے مرتکب کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

۵:...... لڑکا اور لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد جلد از جلد شادی کر دی جائے اور شادی کے عمل کو آسان بنایا جائے' کیونکہ جس معاشرہ میں شادی آسان ہوگی' وہاں بدکاری مشکل ہوگی اور جہاں شادی مشکل ہوگی' وہاں بدکاری کی راہیں آسان ہو جائیں گی۔

الغرض ہمیں ہر ممکن طریقہ پر بے حیائی سے بچنے اور گھر والوں کو بچانے کی کوشش کرنی چاہئے' ورنہ ہم عذاب خداوندی سے بچ نہیں پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ضمیر فروشوں کی کثرت:

ایک بڑے خطرہ کی بات یہ ہے کہ معاشرہ میں ضمیر فروشوں اور ایمان کے سوداگروں کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے' ایسے لوگوں کی نظر میں دین کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی بلکہ ان کا مطمع نظر اور منتہائے مقصود صرف اور صرف دنیا کا نفع ہوتا ہے' یہ لوگ دین دے کر دنیا تو خرید لیں گے مگر دنیا دے کر دین کا نفع حاصل کرلیں' یہ ان سے نہیں ہوسکے گا' مسلم معاشرہ میں ایسے لوگوں کی کثرت بہر حال خطرناک اور افسوسناک ہے' اس لئے کہ اسلام کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اسلام کو ایسے ضمیر فروشوں سے جتنا نقصان پہنچا ہے' اتنا بڑے بڑے خارجی دشمنوں سے بھی نہیں پہنچا' یہ لوگ ہمیشہ غیر مسلموں سے مرعوب رہتے ہیں اور ہر معاملے میں انہی کی زبان میں بات کرتے ہیں اور اہل دین کے ساتھ ان کا رویہ طنز واستہزا اور حقارت کا ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ مسلم معاشرہ کے لئے رستے ہوئے ناسور کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا وجود نامسعود اسلام کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنا رہتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ معاشرہ میں پائے جانے والے ایسے افراد کی حوصلہ شکنی کی جائے اور ہمیشہ ان سے محتاط رہا جائے کیونکہ جو شخص دنیا کے بدلے میں آخرت کو بیچ دے' اس سے کسی خیر کی امید نہیں رکھی جاسکتی' اللہ تعالیٰ امت کو ایسے ضمیر فروشوں سے نجات عطا فرمائے۔ آمین۔

بچاؤ کیسے ہو؟

مذکورہ واقعی خطرات کے ہوتے ہوئے زندگی کیسے گزاریں؟ اور ان خطرات سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کریں؟ اس بارے میں صحابی رسول سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پیغمبر علیہ السلام کی صحبت مبارکہ سے حاصل کردہ فراست ایمانی کی روشنی میں درج ذیل تین باتوں کی طرف رہنمائی فرمائی:

۱:...... خانہ نشین ہو جائیں:

یعنی بے ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں' فضول مجلسوں میں شرکت نہ کریں' کسی کے معاملہ میں خواہ مخواہ دخیل نہ ہوں' کسی جھگڑے میں فریق نہ بنیں وغیرہ' اس طرح سے آدمی ہزار فتنوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

۲:...... اپنی زبان قابو میں رکھیں:

یعنی کسی کے بارے میں غلط جملہ منہ سے نہ نکالیں' کسی کی غیبت نہ کریں' جھوٹ نہ بولیں' کسی پر بہتان نہ باندھیں وغیرہ' مشہور ہے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں' یعنی ایسی باتیں پوشیدہ نہیں رہتیں' کسی نہ کسی ذریعہ سے دوسرے تک پہنچ جاتی ہیں اور پھر یہی بات فتنے کی بنیاد بن جاتی ہے' اس لئے زبان کو محتاط رکھیں۔

۳:...... اپنا ہاتھ سنبھال کر رکھیں:

یعنی کسی پر ظلم نہ کریں' ظالم کا ساتھ نہ دیں' کسی کی حق تلفی نہ کریں وغیرہ۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم مذکورہ ہدایات پر عمل کریں گے تو انشاء اللہ کافی حد تک خطرات سے بچ جائیں گے اور عافیت کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام پورے کرکے بارگاہ ایزدی میں سرخروئی کے ساتھ حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرلیں گے' اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور ہر قسم کے شرور وفتن اور خطرات سے مرتے دم تک مکمل حفاظت فرمائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

امام ابو حنیفہؒ کی ذہانت

مفتی محمد انور اوکاڑوی

علامہ کردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاضی ابو یوسف ؒسخت بیمار ہوگئے۔ امام ابوحنیفہؒ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو امام صاحبؒ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد تجھ سے مسلمانوں کے نفع کی بڑی امید رکھتا تھا' اگر تو فوت ہوگیا تو بہت سا علم فوت ہوجائے گا' جب قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ تندرست ہوئے تو اپنی املاء مسائل کی مجلس علیحدہ منعقد کرلی اور اپنے استاذ امام اعظم ابوحنیفہؒ کو اطلاع نہیں کی' جب امام صاحبؒ کو اطلاع ہوئی تو آپؒ نے ایک شخص کو بھیجا' اس نے امام ابو یوسفؒ سے پانچ مسئلے پوچھے:

مسئلہ:۱:...... کسی شخص نے دھوبی کو دھونے کے لئے کپڑا دیا' دھوبی نے انکار کردیا کہ تو نے مجھے کوئی کپڑا نہیں دیا' اس انکار کے کچھ وقت بعد دھوبی نے وہ دُھلا ہوا کپڑا مالک کو واپس کردیا۔ سوال یہ ہے کہ اس صورت میں دھوبی دُھلائی کی اجرت کا مستحق ہوگا یا نہیں؟

امام ابو یوسفؒ نے جواب دیا کہ: اجرت کا مستحق نہیں ہوگا' اس شخص نے کہا کہ: یہ مسئلہ غلط ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے دوبارہ کچھ سوچ کر فرمایا: کہ دھوبی اجرت کا مستحق ہوگا' اس شخص نے کہا کہ: یہ بھی غلط ہے' پھر اس آدمی نے بتایا کہ: اگر دھوبی نے کپڑے کا انکار کرنے سے پہلے اسے دھویا تھا تو اجرت کا مستحق ہوگا اور اگر انکار کرنے کے بعد دھویا تو (غاصب بن کر اپنی ذات کے لئے دھویا) لہٰذا اجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔

مسئلہ:۲:...... اس نے پوچھا کہ نماز کے اندر دخول فرض کے ساتھ ہوتا ہے یا سنت کے ساتھ؟

امام ابو یوسفؒ نے فرمایا: فرض کے ساتھ۔

اس شخص نے کہا کہ: غلط ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ: سنت کے ساتھ' تو بھی اس شخص نے کہا کہ: غلط ہے۔ امام ابو یوسفؒ حیران ہوئے تو اس شخص نے بتایا کہ: فرض اور سنت دونوں کے ساتھ نماز میں داخل ہوتا ہے' کیونکہ تکبیر تحریمہ فرض اور رفع یدین سنت ہے۔

مسئلہ:۳:...... اس شخص نے پوچھا کہ ایک پرندہ آگ پر چڑھی ہوئی اس ہنڈیا میں گر گیا' جس میں گوشت اور شوربا تھا' آیا گوشت اور شوربا کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ: نہیں' کھائے جاسکتے ہیں' تو اس شخص نے کہا کہ: غلط ہے' پھر امام ابو یوسفؒ نے فرمایا: نہیں کھائے جائیں گے' تو اس شخص نے کہا کہ: غلط ہے۔

پھر اس شخص نے بتایا کہ: اگر پرندہ گوشت پکنے کے بعد گرا ہے' تو گوشت کو تین دفعہ دھوکر استعمال کیا جاسکتا ہے اور شوربا گرادیا جائے گا' اور اگر گوشت پکنے سے پہلے گرا تھا' تو پوری ہنڈیا گرادی جائے۔

مسئلہ:۴:...... اس شخص نے پوچھا کہ ایک مسلمان ذمیہ (اسلامی حکومت کے تحت رہنے والی عیسائی یا یہودیہ) بیوی حاملہ ہونے کی صورت میں فوت ہوگئی اور حمل مسلمان کا ہے' اس کو کس قبرستان میں دفن کیا جائے گا؟

امام ابو یوسفؒ نے فرمایا: مسلمانوں کے قبرستان میں (بچہ کے مسلمان ہونے کی وجہ سے)' اس شخص نے کہا کہ: آپ نے غلط کہا' تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ: ذمیوں کے قبرستان میں (عورت کے ذمی ہونے کی وجہ سے)' اس شخص نے کہا کہ: آپؒ نے غلط جواب دیا' امام ابو یوسفؒ حیران ہوئے تو اس شخص نے کہا کہ: اس کو یہودیوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا لیکن اس کا چہرہ قبلہ سے پھیر دیا جائے گا تاکہ بچہ کا چہرہ قبلہ کی طرف ہوجائے' اس لئے کہ پیٹ میں بچہ کا چہرہ اپنی ماں کی پشت کی طرف ہوتا ہے۔

مسئلہ:۵:...... کسی آدمی کی "ام ولد" نے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا' پھر آقا مرگیا تو اس ام ولد کو آقا کی عدت گزارنی پڑے گی یا نہیں؟

امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ: اس پر عدت گزارنا واجب ہے۔ اس شخص نے کہا کہ: غلط ہے' پھر امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ: اس پر عدت

واجب نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا کہ: غلط ہے' پھر اس شخص نے بتایا کہ: خاوند نے اس سے ہم بستری کی ہے تو آقا کی عدت واجب نہیں اور اگر خاوند نے ہم بستری نہیں کی تو عدت واجب ہے۔

اب امام ابو یوسفؒ کو اپنی کمی کا یقین ہو گیا اور امام ابو حنیفہؒ کی مجلس کی طرف لوٹے تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ تیری مثال ایسی ہے جیسے انگور کچا ہونے سے پہلے کشمش بننے کی خواہش کرے' اور ایک روایت میں ہے کہ جب امام ابو یوسفؒ امام ابو حنیفہؒ کے پاس آئے تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ تجھے دھوبی والا مسئلہ ہی یہاں لایا ہے' تعجب ہے اس آدمی پر' جو اللہ کے دین کے بارے میں لب کشائی کرے اور (مسائل کی) مجلس منعقد کرے حالانکہ وہ اجارہ کے ایک مسئلہ کو اچھی طرح نہیں جانتا' پھر امام صاحبؒ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے آپ کو حصول علم سے مستغنی سمجھ لے' اس کو اپنے اوپر رونا چاہئے۔ (الاشباہ)

حکایت:۲:.....امام ابو حنیفہؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو کہے کہ: میں جنت کی امید نہیں رکھتا اور جہنم سے نہیں ڈرتا اور خدا کا خوف نہیں رکھتا اور مردار (بغیر ذبح کئے ہوئے جانور) کو کھاتا ہوں اور بغیر قرأۃ کے نماز پڑھتا ہوں اور رکوع' سجدہ نہیں کرتا اور بن دیکھے گواہی دیتا ہوں اور حق سے بغض رکھتا ہوں اور فتنہ سے محبت کرتا ہوں۔

امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں نے کہا کہ: اس شخص کا (دینی) معاملہ بڑا مشکل ہے' (یہ سن کر) امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ: اس کو جنت کی امید نہیں بلکہ اللہ سے امید قائم ہے اور جہنم سے نہیں ڈرتا بلکہ خدا سے ڈرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ سے اس کے عذاب میں ظلم کا خوف نہیں رکھتا اور مچھلی اور ٹڈی (بغیر ذبح کئے) کھاتا ہے اور نماز جنازہ (بغیر قرأۃ اور رکوع اور سجود کے) پڑھتا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی (بن دیکھے) دیتا ہے اور موت (جو برحق ہے' اس) سے بغض رکھتا ہے اور مال اور اولاد سے محبت کرتا ہے جو فتنہ ہیں' (یہ سن کر) سائل نے اٹھ کر آپ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ: آپ بہت وسیع علم والے ہیں۔ (الاشباہ)

حکایت:۳:.....حضرت قتادہؒ کوفہ تشریف لائے اور وہاں ایک مجلس قائم کی اور لوگوں میں اعلان کیا کہ: فقہ کا جو مسئلہ پوچھنا چاہو پوچھو' امام ابو حنیفہؒ کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ: ایک آدمی بیوی کو چھوڑ کر کہیں گم ہو گیا' بیوی کو کسی نے اس کے مرنے کی خبر دی' بیوی نے موت کی عدت گزار کر دوسرے خاوند سے شادی کر لی اور اس سے اولاد بھی ہو گئی' پھر پہلا خاوند آ گیا' اس نے کہا: اے زانیہ! میں تیرا خاوند موجود ہوں اور تو نے دوسری جگہ شادی کر لی ہے' دوسرے خاوند نے کہا: اے زانیہ! تیرا خاوند موجود ہے' تو نے مجھ سے کیوں شادی کی؟ تو کیا اس صورت میں دوسرے خاوند پر جس سے اولاد پیدا ہو چکی ہے' حد واجب ہو گی یا نہیں؟ تو حضرت قتادہؒ بہت متفکر ہوئے' پھر فرمایا کہ: کیا یہ مسئلہ کہیں پیش آیا ہے؟ امام صاحبؒ نے فرمایا: نہیں' لیکن ہم مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے اس (کے دفاع) کی تیاری کرتے ہیں۔ (غمز عیون الابصار)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ: جب تک یہ لڑکا کوفہ میں ہے' کوفہ میں مجلس علم منعقد نہیں کروں گا' اور فرمایا کہ: مجھے اس بات کا علم نہیں تھا کہ کوئی شخص مجھ سے یہ مسئلہ پوچھے گا۔ (غمز عیون الابصار)

حکایت:۴:.....ایک رومی سردار نے اپنے قاصد کو بہت سا مال دے کر خلیفۃ المسلمین کے پاس بھیجا اور یہ پیغام بھی دیا کہ اپنے علماء سے میرے تین سوالوں کا جواب پوچھو' اگر انہوں نے تجھے جواب دیدیا تو یہ مال ان کو دے دینا اور اگر انہوں نے تجھے جواب نہ دیا تو مسلمانوں سے کہنا کہ میری حکومت کے ماتحت ہو کر مجھے خراج (ٹیکس) ادا کیا کرو' تو اس نے علماء سے سوالات کئے' مگر کسی نے اطمینان بخش جواب نہ دیا۔ امام ابو حنیفہؒ اس وقت بچے تھے' اپنے والد کے ساتھ وہ بھی مجلس میں حاضر تھے' انہوں نے اپنے والد محترم سے رومی سردار کو جواب دینے کی اجازت مانگی' انہوں نے اجازت نہ دی تو انہوں نے خلیفۃ المسلمین سے اجازت مانگی تو ان کو اجازت مل گئی۔ رومی اب تک منبر پر بیٹھ کر سوال کر رہا تھا' امام صاحبؒ نے اس سے کہا کہ: کیا تو (مجھ سے) سوال کرے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ تو نیچے آ اور میں منبر پر بیٹھوں گا۔ رومی منبر سے نیچے اترا' امام صاحبؒ منبر پر چڑھ گئے اور فرمایا کہ: سوال کر' اس نے کہا:

۱:.....اللہ تعالیٰ سے پہلے کیا چیز تھی؟ امام صاحبؒ نے فرمایا: تجھے گنتی آتی ہے۔ اس نے کہا: ہاں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک (واحد) سے پہلے کیا ہے؟ اس نے کہا کہ: واحد پہلا عدد ہے' اس سے پہلے کچھ نہیں' تو امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک جو واحد مجازی ہے' اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تو خدا تعالیٰ جو واحد حقیقی ہیں' ان سے پہلے کیا ہو سکتا ہے۔

۲:.....رومی نے کہا: اللہ تعالیٰ کس جہت میں ہے؟ تو امام صاحبؒ نے فرمایا کہ: جب چراغ جلایا جائے تو اس کا نور کس طرف ہوتا ہے؟ اس

رومی نے کہا کہ: چراغ کا نور تو ہر جہت کو روشن کرتا ہے' اس کی روشنی کی جہت متعین نہیں ہوسکتی' تو امام صاحبؒ نے فرمایا کہ: جب چراغ کے مجازی عدم سے وجود میں آنے والا اور بالآخر معدوم ہوجانے والے نور کی جہت متعین نہیں ہوسکتی تو آسمانوں اور زمین کے خالق' ہمیشہ باقی رہنے والی' تمام مخلوق پر فیضان عام کرنے والی ذات جو حقیقی نور ہے' اس کی جہت کیسے متعین کی جاسکتی ہے۔

۳:......رومی نے کہا: اللہ تعالیٰ کس کام میں مشغول ہیں؟ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ تیرے جیسا ملحد منبر پر ہو تو اس کو نیچے اتار رہے ہیں اور میرے جیسا موحد جو زمین پر تھا' اس کو منبر پر بٹھا رہے ہیں' وہ ہر دن ایک خاص شان میں ہوتے ہیں۔

یہ سن کر وہ رومی مال چھوڑ کر روم واپس چلا گیا۔ (الاشباہ)

حکایت:۵:......امام صاحبؒ کو حج کے سفر میں پانی کی ضرورت پڑی تو ایک دیہاتی سے ایک مشکیزہ پانی کا بھاؤ معلوم کیا' اس نے کہا کہ: میں پانچ درہم سے کم میں نہیں دوں گا۔ امام صاحبؒ نے وہ سارا مشکیزہ خرید لیا' پھر امام صاحبؒ نے ستو اس کے سامنے رکھ دیئے۔ اس نے حسب خواہش وہ ستو کھائے' جب اس کو پیاس لگی تو اس نے امام صاحبؒ سے پانی مانگا' امام صاحبؒ نے فرمایا: پانی مفت نہیں ملے گا۔ بالآخر اس نے پانچ درہم کا ایک پیالہ لے کر پیا۔

حکایت:۶:......ایک مرتبہ اتفاق سے بنی ہاشم کے ایک سردار کے بیٹے کے جنازے میں درج ذیل حضرات اکٹھے ہوگئے: سفیان ثوری' ابن شبرمہؒ قاضی ابن ابی لیلیٰ' ابوالاحوص' مندل' امام ابوحنیفہؒ اور دیگر علماء (رحمہم اللہ) بھی تھے۔ اچانک جنازہ رک گیا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ لڑکے کی ماں بھی جنازے کے ساتھ بے چین ہوکر تحیر کے عالم میں نکل آئی ہے اور پردے کا بھی کچھ خیال نہیں کیا' جب اس کے خاوند نے اسے واپس جانے کے لئے کہا تو اس نے جانے سے انکار کردیا۔ خاوند نے قسم کھا کر کہا کہ: اگر تو واپس نہ گئی تو تجھ کو طلاق' بیوی نے بھی قسم کھا کر کہا کہ: اگر لڑکے کی نماز جنازہ سے پہلے میں واپس جاؤں تو میرے سب غلام آزاد۔ جنازہ ایک دم رک گیا کہ اب مسئلہ کا کیا حل ہو؟ اگر جنازہ گاہ تک جنازہ گیا اور والدہ واپس نہ گئی تو اس کو طلاق ہوجائے گی اور اگر وہیں سے واپس ہوجائے تو تمام غلام آزاد ہوجائیں گے۔ سب علماء حیران رہ گئے کہ اب کیا کیا جائے؟ امام ابوحنیفہؒ نے عورت اور خاوند کے الفاظ کی تحقیق کرکے فرمایا کہ: چارپائی یہیں رکھ دو' اور فوت ہونے والے لڑکے کے باپ سے کہا کہ: جنازہ یہیں پڑھادو' اور (نماز جنازہ کے) بعد فرمایا کہ: عورت واپس چلی جائے کہ اس کی قسم پوری ہوگئی' اور اس کے جانے کے بعد اس کے خاوند سے کہا کہ: میت کو قبرستان میں دفنادو' تیری قسم بھی پوری ہوگئی کہ تیری بیوی یہیں سے واپس چلی گئی ہے۔ ابن شبرمہؒ بے اختیار پکار اٹھے کہ تیرے جیسا ذہین اور سریع الفہم بچہ جننے سے مائیں عاجز آچکی ہیں' خدا بھلا کرے' تیرے لئے علمی مشکلات کے حل کرنے میں کوئی کلفت نہیں۔

حکایت:۷:......ایک مرتبہ ایک عورت امام صاحبؒ کے حلقہ میں آئی' امام صاحبؒ اپنے شاگردوں میں تشریف فرما تھے۔ عورت نے ایک سیب جس کا نصف رنگ سرخ تھا' نصف زرد' امام ابوحنیفہؒ کے سامنے چپکے سے رکھ دیا۔ امام صاحبؒ نے سیب کو کاٹ کر دو ٹکڑے کردیا اور عورت کے حوالے کردیا۔ عورت اسے لے کر چلی گئی۔ یہ ایک معما تھا جس پر حاضرین متعجب تھے۔ حاضرین کے دریافت و اصرار پر امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ: اس عورت کو حیض کا خون کبھی سرخ اور کبھی زرد آتا تھا' تو اس نے سیب کے ذریعہ سے اپنی حقیقت حال بیان کردی اور اپنی طہارت کا مسئلہ پوچھا کہ زردی کی حالت میں طاہر شمار کی جاؤں گی یا نہیں؟ تو میں نے سیب کاٹ کر مسئلہ بتادیا کہ جب تک سیب کی اندرونی سفیدی کی طرح سفید پانی نہ آئے' اس وقت تک پاک نہیں ہوگی۔ (حدائق حنفیہ)

حکایت:۸:......ایک آدمی کے گھر میں چور آئے اور سارا سامان لوٹ لیا' وہ چور محلہ ہی کے تھے' جاتے ہوئے اس آدمی سے قسم لی کہ: اگر میں کسی کو بتاؤں تو میری بیوی پر تین طلاق۔ صبح کو چور سامان بیچنے گئے' وہ آدمی ان کو سامان بیچتے دیکھ رہا تھا مگر قسم کی وجہ سے کسی کو بتا نہیں سکتا تھا' اس نے پریشان ہوکر امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشورہ کیا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اس محلے کے مشکوک لوگوں کو کسی مکان یا مسجد میں جمع کرو اور پھر اس آدمی کے سامنے ایک ایک کو نکالو' ہر ایک کے بارے میں اس سے پوچھتے جاؤ کہ کیا یہ تیرا چور ہے؟ جو آدمی چور نہ ہو اس کے بارے میں صاف کہہ دے کہ یہ چور نہیں اور اگر چور نکالا جائے تو یہ خاموش رہے اور اس چور کو گرفتار کرلیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تو وہ چور پکڑے گئے اور سامان بھی برآمد ہوگیا اور طلاق بھی نہ ہوئی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں تین طلاقوں کو تین ہی سمجھا جاتا تھا۔

☆☆......☆☆

حضرت حسن بصریؒ

کا خوفِ خدا

خشیت الٰہی:

حضرت حسن بصریؒ پر خشیت الٰہی کا اس قدر غلبہ تھا کہ ہر آن لرزاں رہتے تھے۔ یونس بن عبیدؒ کا بیان ہے کہ جب حضرت حسن بصریؒ آتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے کسی عزیز کو دفن کرکے آرہے ہیں' جب وہ بیٹھتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایسے قیدی ہیں جس کی گردن مارے جانے کا حکم دیا جاچکا ہو اور جب دوزخ کا ذکر کرتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ دوزخ صرف انہی کے لئے بنائی گئی ہے۔

زہد و تقویٰ:

اشعثؒ کا بیان ہے کہ ہم جب حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم سے نہ کوئی دنیاوی خبر پوچھی جاتی اور نہ کوئی خبر دی جاتی' بس صرف آخرت کا ذکر رہتا تھا۔

عبادت کے بعض خاص احوال:

فرائض و سنن کے علاوہ حضرت حسن بصریؒ کی خاص عبادت تنہائی میں ہوتی تھی' اس وقت آپ اس عالم آب وگل کے علاوہ کسی دوسرے عالم میں ہوتے تھے۔

حمیدؒ کا بیان ہے کہ ہم ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں تھے کہ امام شعبیؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے تخلیہ میں ملاقات کی خواہش ظاہر کی' میں نے حضرت حسن بصریؒ سے اس کا ذکر کیا' انہوں نے کہا کہ جب دل چاہے آئیں' ملاقات ہو جائے گی۔

چنانچہ ایک دن امام شعبیؒ آئے' میں دروازے پر موجود تھا' میں نے ان سے کہا کہ اس وقت حضرت حسن بصریؒ گھر میں تنہا موجود ہیں' اندر تشریف لے جایئے' لیکن انہیں تنہا جانے کی ہمت نہ پڑی' اس لئے انہوں نے مجھ سے بھی ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کی' میں بھی

مولانا خدا بخش

ساتھ ہولیا' جس وقت ہم لوگ اندر پہنچے' اس وقت حضرت حسن بصریؒ قبلہ رو ایک عجیب عالم میں کہہ رہے تھے:

''ابن آدم! تو نیست تھا' ہست کیا گیا' تو نے مانگا' تجھ کو دیا گیا' لیکن جب تیری باری آئی اور تجھ سے مانگا گیا تو' تو نے انکار کردیا' افسوس تو نے کتنا برا کام کیا۔''

یہ کہہ کر وہ بے خبر ہو جاتے تھے' پھر ہوش میں آکر یہی کلمات دہراتے' یہ رنگ دیکھ کر امام شعبیؒ نے مجھ سے کہا: لوٹ چلو' اس وقت شیخ (حسن بصریؒ) کسی اور عالم میں ہیں۔

عمل اور اخلاص فی العمل:

حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک زہد محض زبانی دعوؤں اور ظاہری وضع بنانے کا نام نہ تھا' بلکہ اصل شے عمل و اخلاص تھا۔ آپؒ فرماتے تھے کہ: انسان جو کچھ کہتا ہے' اگر اس کو کچھ کرتا بھی ہے تو یہ فضیلت ہے اور اگر کرنے سے زیادہ کہتا ہے تو وہ عار ہے۔

ابوبکر ہذلیؒ کا بیان ہے کہ: جب تک حضرت حسن بصریؒ خود کسی کام کو نہ کرلیتے تھے' اس وقت تک دوسروں کو اس کے کرنے کی ہدایت نہ کرتے تھے اور جب تک خود کسی کام کو چھوڑ نہ دیتے تھے' اس وقت تک دوسروں کو اس سے منع نہ کرتے تھے۔

یونس بن عبیدؒ سے کسی نے پوچھا کہ تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو حضرت حسن بصریؒ جیسے اعمال کرتا ہو؟ انہوں نے کہا کہ: ان جیسے اعمال کرنا تو کجا' میں تو کسی ایسے شخص کو بھی نہیں جانتا جو زبان سے ان جیسی باتیں کہتا ہو۔ (تابعین صفحہ ۸۶ جلد اوّل)

بعض اقوال و کلمات طیبات:

ا:...... حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ: جو وسوسے ایسے ہیں کہ پیدا ہوتے ہیں اور نکل جاتے ہیں وہ شیطان کی جانب سے ہیں' ان کے

ازالہ میں ذکر خدا اور تلاوت قرآن سے مدد لینی چاہئے‘ اور جو وسوسے پیدا ہوکر قائم ہو جاتے ہیں (اور برقرار رہتے ہیں) وہ نفس کی جانب سے ہیں‘ ان کے دور کرنے کے لئے نماز اور ریاضت سے مدد لینی چاہئے۔

۲:...... خدا جس بندہ کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اس کو اہل وعیال کی بندشوں میں نہیں پھنساتا۔

۳:...... متواضع ہونے کی یہ شرط ہے کہ گھر سے باہر کسی سے بھی ملے تو اس کو اپنے سے افضل اور برتر سمجھے۔

۴:...... جب بندہ گناہ کے بعد توبہ کرتا ہے تو اس سے خدا کے ساتھ اس کی قربت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۵:...... ایک شخص نے آپ سے اپنے قلب کی قساوت (یعنی سختی) کی شکایت کی‘ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اس کو ذکر وفکر کی جگہوں میں لے جایا کرو۔

۶:...... ایک شخص کی عداوت کے بدلہ میں ہزار آدمیوں کی دوستی نہ خریدو۔

۷:...... طمع‘ عالم کو رسوا کر دیتی ہے۔

۸:...... انسان کا علانیہ اپنے نفس کی مذمت کرنا درحقیقت اس کی مدح ہے۔

۹:...... اپنے بھائیوں کی عزت کرو تو ہمیشہ ان کے ساتھ تمہاری دوستی قائم رہے گی۔

۱۰:...... جو شخص عاجزی کے لئے خدا کے سامنے صوف پہنتا ہے تو خدا اس کی نگاہ اور اس کے قلب کو بڑھاتا ہے اور جو پندار کے لئے پہنتا ہے‘ وہ سرکشوں کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

۱۱:...... کاش! میں کوئی ایسا کھانا کھا لیتا جو میرے پیٹ میں اینٹ بن جاتا‘ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اینٹ پانی میں تین سو برس تک باقی رہتی ہے۔

۱۲:...... ایک مرتبہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ فقیہ ایسا ایسا کہتے ہیں‘ آپ نے فرمایا: تم لوگوں نے فقیہ دیکھا بھی ہے؟

۱۳:...... آپ خدا کی قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ: جس شخص نے مال وزر (دولت) کو عزت دی‘ خدا نے اس کو ذلیل کیا۔

۱۴:...... عقلمند کی زبان قلب کے پیچھے ہے‘ جب وہ کچھ کہنا چاہتا ہے تو پہلے قلب کی طرف رجوع کرتا ہے‘ اگر وہ بات اس کے فائدہ کی ہوتی ہے تو کہتا ہے ورنہ رک جاتا ہے اور جاہل کا قلب اس کی زبان کی نوک پر رہتا ہے‘ وہ قلب کی طرف رجوع نہیں کرتا‘ جو زبان پر آتا ہے بک دیتا ہے۔

۱۵:...... دنیا درحقیقت تمہاری سواری ہے‘ اگر تم اس پر سوار ہوگئے تو وہ تم کو (اپنی پیٹھ پر) اٹھائے گی اور اگر وہ تم پر سوار ہوگئی تو وہ تم کو ہلاک کر ڈالے گی۔

۱۶:...... جب تم کسی شخص سے دشمنی کرنا چاہو تو پہلے اس پر نظر کرو‘ اگر وہ خدا کا مطیع ہے تو اس سے بچو‘ کیونکہ خدا اس کو کبھی تمہارے قبضے میں نہ دے گا اور تمہارے لئے اس کو تنہا نہ چھوڑے گا‘ اور اگر وہ خدا کا نافرمان ہے تو تم کو اس کی عداوت کی ضرورت ہی نہیں‘ اپنے نفس کو خواہ مخواہ اس کی عداوت میں پریشان نہ کرو (یعنی وہ خود ہلاک ہو جائے گا‘ خدا کی دشمنی اس کے لئے کافی ہے)۔

۱۷:...... جو شخص خدا کی اطاعت کرتا ہے‘ اس سے دوستی تم پر ضروری ہے‘ کیونکہ جو شخص صالح آدمی کو دوست رکھتا ہے‘ وہ گویا خدا کو دوست رکھتا ہے۔

۱۸:...... میں کسی ایسے شخص سے نہیں ملا جس نے دنیا چاہی ہو اور اسے آخرت ملی ہو‘ اس کے برخلاف جو آخرت چاہتا ہے‘ اسے دنیا بھی مل جاتی ہے (یعنی پھر ایسی چیز کیوں نہ چاہی جائے جس سے دونوں چیزیں مل جائیں)۔

۱۹:...... اسلام یہ ہے کہ تم اپنے قلب کو خدا کے سپرد کر دو اور ہر مسلمان تمہارے ہاتھوں سے محفوظ رہے۔

۲۰:...... محبت کا متوالا ہمیشہ مست و بے خود رہتا ہے‘ اسے صرف محبوب کا مشاہدہ جمال ہوشیار کرتا ہے۔

وفات:

بعض خاصانِ حق کو دنیا چھوڑنے سے پیشتر وصلِ محبوب کے اشارات مل جاتے ہیں‘ خود قرآن نے وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ کر دیا۔ بعض آدمیوں کو عالم رؤیا میں حضرت حسن بصریؒ کی وفات کا اشارہ بھی مل گیا تھا۔

چنانچہ ان کی وفات سے چند دن پیشتر ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک طائر (یعنی پرندے) نے مسجد کا سب سے خوبصورت کنکرہ اٹھا لیا‘ مشہور معبر خواب امام ابن سیرینؒ نے اس کی تعبیر دی کہ: حضرت حسن بصریؒ کا انتقال ہو جائے گا۔ (تابعین صفحہ ۹۵ جلد اوّل)

☆☆......☆☆

عالم اسلام پر میڈیا کی یلغار

مولانا عمران اللہ قاسمی

یہ بات انسان کی سرشت میں داخل ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حالات اور پیش آمدہ واقعات سے باخبر رہنا چاہتا ہے' اسی وجہ سے روز اوّل سے باہمی خبروں کی منتقلی کا سلسلہ جاری ہے۔ البتہ ابتدائی دور میں خبروں کا تبادلہ صرف زبانی طور پر ہوتا تھا' پھر زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ میں تبدیلی آتی رہی' بعد کے زمانہ میں جب ماحول نے ترقی وتہذیب کا لبادہ اوڑھ لیا تو پھر یہ سلسلہ کاغذات کی پشت پر سوار ہوکر اخبارات ورسائل کی صورت اختیار کر گیا اور پھر دور جدید کی ترقی نے اس میں ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ کا بھی اضافہ کردیا' اس کے لئے باضابطہ اسٹیشن اور نیوز ایجنسیوں کا قیام عمل میں آیا' اور حکومتوں کی توجہ کی بدولت آج کل تو یہ شعبہ دن رات ترقی کی طرف گامزن ہے اور ایک زبردست قوت بن چکا ہے' جس نے دیگر بہت سی قوتوں کو مات دے دی اور اپنے ہر کمال کا لوہا منوالیا' اسی مواصلاتی نظام کو دور جدید میں میڈیا کا نام دے دیا گیا ہے۔

میڈیا کا تعارف:

''میڈیا'' انگلش زبان کا لفظ ہے' جس کے اصلی معنی ''واسطہ'' کے ہوتے ہیں' جو چیزیں حادثہ یا واقعہ کی خبر کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے میں واسطہ کا کام دیتی ہیں' آج کے دور میں کثرت سے ان پر میڈیا کا اطلاق ہونے لگا' اسی وجہ سے جب بھی میڈیا کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے ذرائع ابلاغ اور خبر رسانی کے اسباب و وسائل ہی مراد ہوتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اس دور میں میڈیا کی بڑی اہمیت ہے' جس نے ہر انسان کو دور دراز رہنے والے اپنے متعلقین سے انتہائی قریب کردیا' عالم انسانی کے ایک گوشہ سے اڑی خبر آن کی آن میں پورے عالم میں پھیل جاتی ہے' قدرتی آفات' زمینی حوادث' سیاسی اکھاڑ پچھاڑ' اور کھیل وتفریح کا کوئی بھی چھوٹے سے چھوٹا یا بڑے سے بڑا واقعہ کائنات میں رونما ہوتا ہے تو آناً فاناً ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے۔

جدید دور کی ترقی کی بدولت آج کل میڈیا نے ایک سہولت یہ بھی پیدا کردی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ سے من پسند فضا قائم کرسکتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ مغربی اقوام نے جب دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کا خواب دیکھا تو سونے کے ذخائر پر قبضہ کو مرکزی اور بنیادی اہمیت دینے کے بعد دوسرا درجہ انہوں نے میڈیا کو دیا' پھر میڈیا کے سرکش گھوڑے پر سوار ہوکر اس کی باگ ڈور کو اپنے قابو میں کرکے دنیا کے ذہن وفکر اور دماغ پر حکمرانی کرنے میں وہ کامیاب ہوگئے۔

مغربی میڈیا کی یلغار:

میڈیا کی اصل غرض اور منشا تو صرف خبر رسانی اور عوام کو دنیوی واقعات وحالات سے باخبر کرنا ہے لیکن جو طبقہ اس زمانہ میں اپنی چالاکیوں اور عیاریوں سے میڈیا پر قابض ہوگیا ہے' اس نے اپنے دیرینہ منصوبہ ''نئے عالمی نظام'' کی تکمیل کی راہ میں روڑا بننے والے عوام کی دماغی تطہیر کے لئے اس کا استعمال شروع کردیا ہے۔

انہوں نے ایک طرف تو کثیر خبروں کی اشاعت کے ذریعہ ایک انسان کو دوسرے انسان سے قریب کرنے کا فریب دیا تو دوسری طرف بڑی چالاکی سے انسانوں کا رشتہ خدا سے بالکل کاٹ دیا' چنانچہ ٹی وی پر نوع بنوع چینلوں کا اجراء' ویڈیو کی رنگا رنگ کیسٹوں اور کمپیوٹر سی ڈیز کی بھرمار' نیز پرنٹ میڈیا کے کرشماتی فنکاروں سے مزین رنگ برنگ کے خوشنما مجلات اور باتصویر رسائل و اخبارات کی اشاعت' یہ سب وہ چیزیں ہیں جنہوں نے معاشرے میں فحاشی وعریانی کو فروغ دیا اور لوگوں کو تفریح' لذت اندوزی اور سفلی خواہشات کا اس قدر دلدادہ اور خوگر بنادیا کہ وہ خوب سے خوب

ترقی کی جستجو میں ساری حدود پھلانگنا چاہ رہے ہیں اور یہ سب مغربی میڈیا کی یلغار کے برے نتائج ہیں' مغربی میڈیا' ٹی وی' ریڈیو' انٹرنیٹ' اخبارات و رسائل وغیرہ پر مشتمل ہے' ہم سب سے پہلے ٹی وی کا جائزہ لیتے ہیں۔

سینما و ٹیلی ویژن کی یورش:

ٹیلی ویژن دورِ جدید کی وہ خطرناک ایجاد ہے' جس نے میڈیا کی دنیا میں غیر معمولی انقلاب برپا کر دیا' اس ایجاد نے متحرک تصاویر اور آواز دونوں کو استعمال کر کے پوری دنیا کو سمیٹ کر ایک بستی میں تبدیل کر دیا' چنانچہ ٹی وی پر فلموں' ڈراموں' ناچ گانوں' خبروں اور عالمی معلومات پر مشتمل بے شمار پروگرام پیش کئے جاتے ہیں' جن میں سے اکثر پروگرام حیا سوزی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

نیز فلم' ڈرامے اور ناچ گانوں کی شکل میں پیش کئے جانے والے بیشتر پروگرام اسلامی تعلیمات کے منافی ہوتے ہیں اور وہ پروگرام بداخلاقی' فواحش و منکرات کو فروغ دینے والے' تشدد سے بھرپور' اپنی چلتی پھرتی تصویروں کے ذریعہ ناظرین کے دل و دماغ میں جنسی میلان جگانے اور نہایت چالاکی اور ہوشیاری کے ساتھ چوری' ڈکیتی' عصمت دری' عصمت فروشی کے گر سکھانے والے ہوتے ہیں' جن کی وجہ سے ناظرین میں جنسی بے راہ روی اور آزاد خیالی کا رجحان پیدا ہونے لگتا ہے' قوم کے نوجوان افراد ان تصاویر کے ذریعہ پیش کئے جانے والے فرضی واقعات کو نہ صرف دیکھتے ہیں بلکہ ساتھ ساتھ ان سے عملی سبق بھی لیتے ہیں' جس کے نتیجہ میں وہ دین و شریعت سے آزاد' بے راہ روی کے دلدادہ اور معاشرے اور سماج کے اصولوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں' نیز ان پروگراموں کی وجہ سے عورتوں میں عریانیت' اباحت پسندی اور بدکاری جیسے جرائم پروان چڑھنے لگتے ہیں۔

اور یہ سب مغرب کی دین ہے' جو ایک منصوبہ کے تحت اسلامی حلقوں میں عام کی جا رہی ہے بلکہ اس کو توپوں اور بندوقوں کے بغیر لڑی جانے والی ایک ایسی جنگ سے تعبیر کر سکتے ہیں جو اہل مغرب نے اسلام کے خلاف عرصہ سے چھیڑ رکھی ہے' گویا میڈیا کے ذریعہ لڑی جانے والی یہ ایک ایسی جنگ ہے جو مغربی استعمار کے قدیم خوابوں کی تعبیر ہے۔

دراصل جب اہل مغرب صلیبی جنگوں میں شکست کھا گئے تو انہوں نے اسلام کے خلاف منصوبہ بندی میں جو مقاصد پیش نظر رکھے تھے' اس کی طرف صراحت کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے امریکن کیتھولک چرچ کی ایک انجمن کے صدر ''مارشل بولڈوان'' نے اپنی ایک تقریر میں' جو انہوں نے انجمن کے دوسرے سالانہ اجلاس میں ۱۹۴۱ء میں کی تھی' اس میں صراحت کے ساتھ کہا تھا کہ: مغرب اسلام کو صرف موجودہ تمدن ہی کے لئے خطرناک تصور نہیں کرتا بلکہ عالم مسیحیت اور عیسائی فرقوں کی کم از کم ہزار سال سے اس کے ساتھ نبرد آزمائی چلی آ رہی ہے اور یہ جنگ برابر جاری رہے گی۔ (مغربی میڈیا اور اس کے اثرات صفحہ ۱۶۱)

چنانچہ مغرب کی یہ جنگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پہلے علم و ادب کے راستہ سے جاری تھی' اب ایک صدی سے اس جنگ کو میڈیا کے ذریعہ گھر گھر پہنچا دیا گیا ہے' فلم کا وسیع پردہ' سکرین اور ٹیلی ویژن کا ماحول اس بات کے ضامن ہیں کہ امریکی افکار و مقاصد کو زیادہ وسیع پیمانے پر لوگوں کے دل و دماغ میں راسخ کر دیا جائے' اور اپنے اس مقصد میں وہ بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔

نیز مغربی میڈیا کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کسی واقعہ کو پیش کرنے میں چشم پوشی تو دور کی بات' سہل پسندی سے بھی کام نہیں لیتا' چنانچہ دن رات بغیر کسی توقف کے کروڑوں ڈالر کے سرمایہ سے مختلف طریقوں سے ایسی فلمیں تیار کی جا رہی ہیں جن میں دین اسلام اور مسلمانوں کو اصل نشانہ بنایا جا رہا ہے' اور کثیر آبادی والے اسلامی ممالک میں اس طرح کے فلمی سلسلہ کو خوب ترقی دی جا رہی ہے۔

چنانچہ مصر میں ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۹۲ء تک دو بھائیوں نے ستر کے قریب ایسی فلمیں تیار کیں' جن میں فحاشی اور عریانیت کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات اور اسلامی شخصیات کے خلاف ایسا زہر تھا جس نے نئی نسل کے دل و دماغ کو غیر معمولی حد تک مسموم کر دیا اور اسلام اور اس کی تعلیمات و شخصیات سے نفرت پیدا کر دی' اسلام کے خلاف مغربی استعمار کی سازشیں ڈھکی چھپی نہیں ہیں' بلکہ اہل مغرب کسی بھی معاشرے پر غلبہ پانے کے لئے بے حیائی اور فحاشی کے میدان میں کسی سے کمتر ثابت نہیں ہوتے۔

چنانچہ افغانستان میں طالبان حکومت کے سقوط کے بعد امریکہ نے خشک روٹیوں' زخمیوں' مجبوروں کے لئے دواؤں کی فراہمی سے قبل کابل کے بازاروں' اس کے گلی کوچوں کو فحش فلمی گانوں'

ویڈیو کیسٹوں‘ شہوت رانی پر اکسانی والی مغربی رقاصاؤں اور اس طرح کے بے شمار حیا سوزی کے مظاہر سے چوبیس گھنٹہ میں بھر دیا تھا‘ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا تھا تا کہ ایک مذہب پرست‘ دین پسند اور روایت شناس معاشرے کو نیست و نابود کر دیا جائے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کی یہ کوششیں صرف افغانستان ہی میں وجود پذیر نہیں ہوئیں‘ بلکہ اہل مغرب اس طرح کے مواقع پر کبھی کوتاہ دستی سے کام نہیں لیتے‘ یہ ان کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زبردست کاوشیں ہیں‘ جن کے نتیجہ میں نام نہاد مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد کی شکل میں ان کو ایسے پٹھو مل گئے ہیں‘ جو مسلمانوں کے دین و ایمان کو بھسم کر دینے کی خاطر تیار کئے ہوئے اس زہر کو ڈالر اور پونڈ دے کر منگواتے ہیں اور اپنے مسلمان ہم وطنوں اور دینی بھائیوں کے حلق میں زبردستی انڈیلتے ہیں۔

اس انکشاف سے آپ کو حیرت ہوگی کہ بارہ اسلامی ممالک ایسے ہیں‘ جو پچاس فیصد ٹی وی‘ ریڈیو کے فلمی اور دیگر پروگرام مغربی ممالک سے درآمد کرتے ہیں‘ مصر میں ۸۵ فیصد امریکی فلمیں پیش کی جاتی ہیں اور اردن میں ۶۵ فیصد امریکی فلمیں پیش کی جاتی ہیں‘ متحدہ عرب امارات میں ۷۷ فیصد‘ تیونس میں ۷۸ فیصد‘ الجزائر میں ۷۹ فیصد‘ مراکش میں ۸۲ فیصد اور کویت میں ۷۷ فیصد امریکی فلمیں پیش کی جاتی ہیں اور سعودی عرب میں ہر ماہ ستر ہزار سے اسی ہزار تک امریکا اور جاپان کے تیار کردہ ویڈیو اور آڈیو کیسٹ فروخت ہوتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہنی چاہئے کہ یہ رپورٹ آج سے تقریباً پانچ چھ سال قبل کی ہے‘ لہٰذا وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ اس کی فروخت میں اضافہ بالکل یقینی ہے۔

نیز مصر سے شائع ہونے والے روز نامہ الاہرام کے ۱۳/۹/۱۹۸۴ء کے شمارہ میں عالم عرب اور فرانس میں ٹیلی ویژن اور ویڈیو کیسٹ کی موجودگی کا جائزہ اور اس کے موازنے کی رپورٹ انتہائی حیرت انگیز ہے‘ اس رپورٹ میں ہے کہ فرانس میں ہر ایک ہزار شخص پر صرف دس وی سی آر سیٹ کا تناسب بنتا ہے اور اس کے بالمقابل کویت میں ہر ایک ہزار افراد پر چار سو نوے وی سی آر سیٹ کا تناسب بنتا ہے‘ جبکہ سعودی عرب میں ہر ایک ہزار پر یہ تناسب سات سو پچاس وی سی آر سیٹ کے حساب سے بنتا ہے‘ نیز ایک دوسرے سروے کے مطابق یہ تناسب ۱۹۹۵ء میں سو فیصدی ہو گیا ہے۔ (از ایضاً ص:۲۲۰)

عالم اسلام پر مغربی طاقتوں کی میڈیا کے ذریعہ یورش اور عربوں کو اس کا گرویدہ بنانے کی مغربی سازشوں کا یہ ایک مختصر سا جائزہ ہے‘ ورنہ تفصیل کے لئے دفاتر ناکافی ہوں گے اور یہ مختصر رپورٹ ہی دشمنان اسلام کی سازشوں کا پردہ چاک کر دینے کے لئے کافی ہے۔

انٹرنیٹ کی گل کاریاں:

میڈیا کے ضمن میں انٹرنیٹ بھی ایک قابل ذکر چیز ہے‘ جس کا بٹن دباتے ہی آپ فحاشی و غلاظت سے بھرپور عریاں سے عریاں ترین دنیا کا نظارہ کر سکتے ہیں۔

یہ انٹرنیٹ کیا ہے؟ یہ کمپیوٹر کا ایک ایسا بین الاقوامی نظام ہے‘ جس کے ذریعہ آپٹک فائبر‘ ٹیلی ویژن اور مصنوعی سیاروں کے ذریعہ ہم ایک دوسرے سے بات چیت کر سکتے ہیں‘ رابطہ بنا سکتے ہیں گویا کہ یہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے نیٹ ورک کا نام ہے‘ جس کے ذریعہ آپ ہر قسم کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

نیز انٹرنیٹ سے وابستہ ہر آدمی اس پر اپنے نظریات و احساسات اور اپنی فکر دوسرے کے سامنے رکھ سکتا ہے‘ اور آج کل اس مقصد کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال ایک عام سی بات بن گئی‘ اسی وجہ سے کالجوں‘ یونیورسٹیوں‘ لائبریریوں اور مارکیٹوں میں اس کا استعمال اور اس کی ضرورت اور مانگ بڑھتی جارہی ہے اور کثیر تعداد میں ہر روز لوگ اس سے وابستہ ہورہے ہیں۔

چنانچہ اس موقع سے اسلام دشمن طاقتوں فائدہ اٹھارہی ہیں۔ آج کل اسلام مخالف طاقتیں انٹرنیٹ کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کررہی ہیں‘ اس کا صاف اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت انٹرنیٹ پر کم وبیش ساڑھے چار لاکھ سے زائد مذہبی ویب سائٹ موجود ہیں‘ جن میں سے کم وبیش دو لاکھ صرف عیسائیوں کے قبضہ میں ہیں‘ جن کے ذریعہ وہ عیسائیت کی معلومات اور اس کی تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔

ان کے علاوہ دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف بڑی ہوشیاری سے نفرت انگیز مہم چھیڑ رکھی ہے۔ الازہر کے سینٹر فار اسلامک اکانومی کے ڈائریکٹر جنرل کا بیان ہے کہ اب تک انٹرنیٹ پر ایسے ستائیس پروگراموں کا پتا چلا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلط فہمیاں

پھیلا رہے ہیں۔ (نوجوان تباہی کے دہانے پر صفحہ ۴۱۵)

ان سب سازشوں کے علاوہ انٹرنیٹ پر ایسے بے شمار پروگرام بھی ڈال دیے جاتے ہیں جو فحاشی اور جنسی رجحان کے فروغ سے نئی نسل کے اخلاق کو خراب کرتے ہیں' جس کی وجہ سے اس کے مضر اثرات بھی برائی کی کسی بارش سے کم نہیں ہیں۔

اخبارات کی غلط بیانی وفحش کاری:

میڈیا کے ضمن میں ایک اہم چیز اخبارات و رسائل بھی ہیں' حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کل اخبارات کی دنیا پر یہودی ساہوکاروں کی اجارہ داری ہے اور وہ ان کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں' چنانچہ وہ مسلمانوں ہی میں سے کچھ ایسے افراد بھی فراہم کرلیتے ہیں جو ان کا آلہ کار بن کر میدان صحافت میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوب گل کھلاتے ہیں۔

چنانچہ عرب ممالک میں الہلال اور الاہرام کے تعاون سے مغربی افکار و اقدار کی ترجمانی کرنے والوں کی ایک ایسی کھیپ موجود ہے' جو نئی نسل کے ذہن و دماغ کو مسموم کرنے کی بھرپور کوشش میں رہتے ہیں اور صحیح الفکر داعیوں' دینی تحریکوں اور ان کے علم برداروں کے خلاف زہر افشانی کی مہم چھیڑے رہتے ہیں' نیز اپنی تحریرات میں ضبط تولید' جنسی اباحت' عورتوں کی مکمل آزادی' اور رقاصاؤں' مغنیاؤں اور اداکاروں کی تقدیس و ہمت افزائی کے علاوہ فحش کہانیوں اور تصاویر کے ساتھ نوجوان نسل کے ذہن میں اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرتے رہتے ہیں' چنانچہ بعض رسائل اور اخبارات کا اجراء ہی صرف اسلام مخالف فضا تیار کرنے کے مقصد کے تحت ہوتا ہے۔

ان سب کے علاوہ ایسے بے شمار رسائل نکل رہے ہیں' جس میں اسلامی تعلیمات کے خلاف فضا ہموار کرنے اور ان کا مذاق اڑانے والے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں' نیز ناجائز جنسی تعلقات کی وکالت و حمایت اور عورت سے وابستہ اخلاقی اقدار کو پامال کرنے والے رسائل کی کثرت بھی لمحہ فکریہ ہے۔ چنانچہ دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے رسائل کی ایک بڑی تعداد پورے انسانی معاشرے کو جنسی بے راہ روی اور فحاشی کے سمندر میں ڈبونے میں لگی ہے۔

تعجب اور حیرت اس بات پر ہے کہ اس طرح کے تمام رسائل کو اپنی تمام تر عریانیت اور فحاشی کے باوجود رجسٹرار نیوز پیپر کی طرف سے رجسٹریشن حاصل ہے اور ان میں سے فحش رسائل کو ان کے نہایت فحش اور عریاں ہونے کے باوجود 'ترقی پسند حلقوں میں کافی مقبولیت حاصل ہے' چنانچہ ایک فحش رسالہ آج سے چند سال پہلے تک آٹھ لاکھ سے بھی زیادہ تعداد میں شائع ہوتا تھا جبکہ موجودہ وقت میں اس کی تعداد میں اضافہ ایک بدیہی امر ہے۔ (مغربی میڈیا ص:۲۴۷)

اس مختصر تجزیہ سے یہ پتا لگا کہ یہودی میڈیا پر قابض ہوکر کس طریقہ سے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اس کا استعمال کررہے ہیں' یہاں تک کہ ہمارے گھروں اور آنکھوں تک میں گھس آئے ہیں اور اسلام پر حملہ آور ہیں' ان کی سازشوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

☆☆..................☆☆

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانی تحریک

''حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ قادیانی تحریک کے حوالے سے بڑے فکرمند تھے' ان کی زندگی میں انگریزی اقتدار کی بدولت قادیانیوں نے کشمیر میں جو رسوخ حاصل کرلیا تھا' اس پر بہت پریشان تھے' ایک دفعہ فرمایا کہ:

> ''مجھ کو قادیانی تحریک سے بڑا خطرہ ہے' اس کی وجہ سے میری رات کی نیند اڑ گئی تھی' لیکن نہ تو ظاہری اسباب و وسائل کے اعتبار سے دنیاوی طور پر مقابلے کی طاقت تھی اور نہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میری اتنی وجاہت تھی کہ میری دعا قبول ہو۔''

یہ حضرت کی شانِ عبدیت تھی' جو حق تعالیٰ کی شانِ بے نیازی پر نظر کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی' ورنہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کو جو وجاہت حاصل تھی' وہ ان کے کمالات وخدمات سے ظاہر ہے' چنانچہ خود اسی موقع پر فرمایا کہ:

> ''بالآخر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ انشاء اللہ یہ فتنہ بھی اپنے پیشرو فتنوں کی طرح فرو ہوجائے گا' اور دین اسلام اس رخنہ سے محفوظ رہے گا' اس کے بعد مجھے اطمینان ہوگیا اور سکون و قرار نصیب ہوا۔''

(از حضرت مولانا لطف اللہؒ)

عالمی خبروں پر ایک نظر

سو آیات کریمہ اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں' ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا

تین روزہ ردِ قادیانیت کورس کے شرکاء سے علمائے کرام کا خطاب

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ اسکاؤٹ کالونی کے زیر اہتمام تین روزہ رد قادیانیت کورس منعقد ہوا' کورس کراچی کی معروف دینی درس گاہ مدرسہ صدیقیہ جامع مسجد صدیق اکبر اسکاؤٹ کالونی میں بعد از نماز عشاء منعقد ہوا۔ کورس کو آغاز تمبر کی شب نماز عشاء کے بعد مولانا سلطان محمد مہتمم جامعہ اور خطیب مسجد صدیق اکبر کے بیان سے ہوا' انہوں نے کورس کی غرض وغایت بیان کی اور امت مسلمہ کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے تعلق کے حوالے سے گفتگو کی۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے مفصل خطاب کیا اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور عظمت بیان کی۔ مولانا نے کہا کہ امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ سرکار دو عالم سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں' ان کے بعد رہتی دنیا تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد کوئی مدعی نبوت بنے گا تو امت اسے کذاب اور دجال تو کہے گی لیکن اس کا دائرۂ اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا۔ سو آیات کریمہ اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں' ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ رب کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی گواہی' قرآن سے دی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے دی' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے عمل سے دی' جانوروں نے اپنی شہادت سے دی' غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ' چپہ چپہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مثال کے طور پر شہادت ضب گوہ کا واقعہ پیش کیا۔ بعد نماز عشاء تین روزہ رد قادیانیت کورس کی دوسری نشست منعقد ہوئی' جس میں مولانا قاضی احسان احمد مبلغ مجلس کراچی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے متعلق اپنی بات کو جاری رکھا اور فتنہ قادیانیت سے عوام الناس کو آگاہ کیا اور قادیانیت کے اس دجل کو بھی طشت از بام کیا کہ قادیانی کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ اس کو اپنا بزرگ اور امام مانتے ہیں' اس ضمن میں مولانا نے مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اس کی کتابوں سے پیش کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب دافع البلاء ص ۱۱ میں مرزا نے لکھا ہے کہ سچا خدا وہی خدا ہے' جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ یہ دعویٰ نبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ مرزائیت دجل وفریب کا نام ہے۔ کورس کی آخری نشست بعد نماز عشاء منعقد ہوئی جس میں مولانا قاضی احسان احمد نے جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا مسئلہ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا اور تعلیمات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی رو سے مرزا غلام احمد قادیانی کا رد کیا۔ مولانا نے کہا کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہؐ میں حقیقی مسیح کا تعارف موجود ہے' اس تناظر میں مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھتے ہیں تو' اور تو اور' اس کا نام اور اس کی والدہ کا نام بھی حقیقی مسیح موعود جناب سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے نہیں ملتا' مرزا قادیانی بھلا مسیح کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کے بعد انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات سے متعلق گفتگو کی اور اس کے بارے میں عوام الناس کو مطلع کیا۔ کورس میں جامعہ کے مہتمم' حضرات اساتذہ کرام' طلباء عظام اور عوام الناس نے بھرپور انداز سے شرکت کی۔ علاوہ ازیں علاقہ کے دیگر علمائے کرام حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب اور دیگر احباب نے اس پروگرام کی بھرپور سرپرستی فرمائی۔ رب کریم منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب فرمائے۔

نگاہِ شوق جب اٹھتی ہے ربُّ البیت کی جانب

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ

مجھے فرقت میں رہ کر پھر وہ مکہ یاد آتا ہے | وہ زم زم یاد آتا ہے وہ کعبہ یاد آتا ہے
جہاں جا کر میں سر رکھتا جہاں میں ہاتھ پھیلاتا | وہ چوکھٹ یاد آتی ہے وہ پردہ یاد آتا ہے
کبھی وہ دوڑ کر چلنا کبھی رک رک کے رہ جانا | وہ چلنا یاد آتا ہے وہ نقشہ یاد آتا ہے
کبھی وحشت میں آ کر پھر صفا پر جا کر چڑھ جانا | وہ مسعیٰ یاد آتا ہے وہ مروہ یاد آتا ہے
کبھی پھر ان سے ہٹ کر دیکھنا کعبہ کو حسرت سے | وہ حسرت یاد آتی ہے وہ کعبہ یاد آتا ہے
کبھی جانا منیٰ کو اور کبھی میدانِ عرفہ کو | وہ مجمع یاد آتا ہے وہ صحرا یاد آتا ہے
وہ پتھر مارنا شیطان کو تکبیر پڑھ پڑھ کر | وہ غوغا یاد آتا ہے وہ سودا یاد آتا ہے
منیٰ میں لوٹ کر کے پھر وہ دنبہ کو ذبح کرنا | وہ سنت یاد آتی ہے وہ فدیہ یاد آتا ہے
وہ رخصت ہو کے میرا دیکھنا کعبہ کو مڑ مڑ کر | وہ منظر یاد آتا ہے وہ جلوہ یاد آتا ہے
مرا مکہ بھی طیبہ ہے نہیں معلوم کچھ مجھ کو | کہ مکہ یاد آتا ہے کہ طیبہ یاد آتا ہے

نگاہِ شوق جب اٹھتی ہے رب البیت کی جانب
نہ کعبہ یاد آتا ہے نہ مکہ یاد آتا ہے

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوّة

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوة

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخر الزمانؐ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے — بنائیے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے